

# گیارہ نومبر

(مکمل ناول)

## پیشترس

”گیارہ نومبر“ حاضر ہے! اس نام سے متعلق مجھے کئی خطوط بھی موصول ہوئے ہیں اور لوگوں سے زبانی بحثیں بھی ہوئی ہیں۔ ایک صاحبہ نے کہا نام سے قطعی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کوئی جاسوسی ناول ہے۔ میں نے کہاناموں سے کچھ نہیں ہوتا مثلاً آپ کے ”نصف بہتر“ عاقل و فہیم کہلاتے، لیکن صورت سے بالکل چغند معلوم ہوتے ہیں اور آپ سینکڑوں بار مجھ سے ہی ان کی بد عقلی کا رونا رو چکی ہیں! اس پر وہ بھڑک اٹھیں۔ میں نے عرض کیا لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ جتنا وہ کماتے ہیں اس کے پچھتر فیصد کی آپ کو ہوا بھی نہیں لگنے دیتے اور احباب میں آپ کی فضول خرچیوں کا رونا روتے پھرتے ہیں۔!

بہر حال آپ کہانی پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ یہی نام مناسب تھا یا نہیں۔!

اب آئیے بے چارے مصنف کی طرف کہ اُسے بہت دنوں کے بعد پھر وہی پرانا مرض لاحق ہو گیا ہے، لیکن اس بار بنگلہ بھاشا میں ہوا ہے یعنی مشرقی پاکستان کے دو پبلشروں نے میرے کچھ ناولوں کا بنگلہ ترجمہ چھاپا ہے اور اس پر میرے نام کی بجائے ”مراد پاشا“ اور ”آلک باری“ رسید کر دیا ہے۔ یعنی اردو میں تو صرف چوریاں ہی ہوتی تھیں، لیکن بنگلہ میں تو ڈاکہ پڑا ہے مجھ پر!

آلک باری صاحب نے عمران سیریز کے ”بھیانک آدمی“ کو ذبح کیا ہے اور مراد پاشا نے شعلوں کے پورے سیٹ پر دھاوا بول دیا ہے! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہی غریب کیوں ایسوں کے ہتھے چڑھتا ہے۔ (اسے صنفِ تجاہل عارف کہتے ہیں)

ان پبلشروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ انہیں کراچی ہی کی عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔

سنائے کہ کراچی میں کوئی گجراتی اخبار عمران سیریز کا کوئی ناول نہ صرف چھاپ رہا ہے بلکہ کرداروں کی ایسی قلمی تصاویر بھی وہ اخبار میں چھاپ رہا ہے جنہیں دیکھ کر بعض ”عمران پسند“ آپے سے باہر ہو گئے ہیں! قلمی تصاویر وہ اخبار چھاپ رہا ہے اور سلواتیں مجھے سننی پڑ رہی ہیں۔ یہ دوسرا مرض ہے جو مجھے ہی لاحق ہوا ہے۔

اب آپ مشورہ دیجئے کہ عدالتی کارروائی مناسب رہے گی یا گنڈے تعویذ کروں!

خرچ دونوں میں ہوتا ہے، لہذا آپ خرچ کی پروا نہ کریں۔ مجھے اپنے مشوروں سے مالا مال فرمائیں۔

ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میرے کرداروں پر ناول لکھنے والوں کی تعداد تو اب گنڈے تعویذ کی دسترس سے بھی نکل کر ٹائیفون اور ڈی ڈی ٹی کی حدود میں داخل ہو گئی ہے۔

والسلام

ابنِ صفیر

۱۶ جنوری ۱۹۶۹



دوسروں کا خیال تھا کہ اُس نے آم کی گٹھلی شرارتاں اس جگہ پھینکی تھی۔ لیکن عمران بڑی بڑی قسمیں کھا رہا تھا انہیں یقین دلایا تھا کہ ان کا خیال غلط ہے۔

”دراصل یہ آم.....!“ اس نے بڑی عقیدت مندانہ انداز میں کہا۔ ”مجھے ایک پیر صاحب نے تحفہً بھجوایا تھا..... میں سوچ رہا تھا کہ گٹھلی کہیں دفن کر دوں..... اس لئے سڑک پار کر رہا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔ جب سنے سائیکو لو جیکل ریسرچ کا کارخانہ کھلا..... ہے طبیعت تصوف کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے!“

”کچھ بھی ہو.....! لیکن اس بیچاری کے چوٹ آئی ہے!“ صفیر بولا۔

”ایسے متبرک آم کی گٹھلی پر پیر پڑے گا تو چوٹ تو آئی ہی ہوئی۔! پیر صاحب کا تحفہ تھا۔!“ گٹھلی سڑک پار کرنے کے بعد گری تھی۔! ”نعمانی نے کہا۔

”اللہ کی مرضی.....!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”وہ خصوصیت سے سامنے والے مکان کی غلی سڑھی پر گرانی گئی تھی.....!“ تنویر عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غریبا۔

”شیت ایز دی.....!“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

”اور وہ بیچاری بیہوش ہو گئی تھی گرتے ہی.....!“ نعمانی بولا۔

”مر بھی جائے تو اللہ کی مرضی میں کسے دخل.....!“ عمران کراہا۔

”تم عنقریب پاگل ہونے والے ہو.....!“ تنویر نے آنکھیں نکالیں۔

”پرانی خبر ہے..... غالباً ایک سال پہلے کی.....!“ عمران بولا۔

استے میں چڑا سی اٹھ داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے آثار تھے۔

چوہان نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا بات ہے۔!“

”صاحب مر گیا۔!“

”کون مر گیا۔!“

”وئی۔۔۔۔۔! میم صاحب جو اوپر زینوں سے گرا تھا۔!“

”نہیں۔۔۔۔۔!“

”ہاں صاحب۔۔۔۔۔! اُسے اوپر ہسپتال لے جاتا تھا راستے میں مر گیا۔!“

”کیسے معلوم ہوا۔۔۔۔۔؟“

”اس کا نوکر بتایا۔۔۔۔۔!“

”تو تمہیں کیا پریشانی ہے۔۔۔۔۔ جاؤ اپنا کام کرو۔۔۔۔۔!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ چپ چاپ باہر نکل گیا۔

اب وہ سب خاموشی سے عمران کو گھورے جا رہے تھے۔

دفترِ عمران نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”آؤ چلیں۔!“

صفدر تو بے چون و چرا اٹھ گیا تھا لیکن تنویر نے اس کی راہ روک لی۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔؟“ عمران اسے نیچے سے اوپر تک گھورتا ہوا بولا۔

”تمہیں جو ابده ہونا پڑے گا۔!“ تنویر نے دانت پیسے۔

”رشتے داری تھی تمہاری۔!“

”یہ تو پھانسی کے تختے ہی پر معلوم ہو گا۔!“

”بھائی آنریری مجسٹریٹ ہو گئے ہیں کیا۔۔۔۔۔؟“ عمران نے صفدر سے پوچھا۔

”سامنے سے ہٹ جاؤ۔۔۔۔۔!“ صفدر نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اس طرح تم ایک مجرم کو فرار ہونے میں مدد دے رہے ہو۔!“

عمران نے ان سب کو باری باری سے بغور دیکھا اور بولا۔ ”شائد میری عدم موجودگی میں یہاں چرس نوشی ہونے لگی ہے۔“

چوہان بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب آکھڑا ہوا۔

”ایک بات بتاتے جاؤ۔۔۔۔۔!“ اس نے کہا۔ ”بات سامنے کی ہے۔۔۔۔۔ اگر اس کے متعلق ہم سے بھی پوچھ گچھ ہوئی تو۔!“

”آم کی کھٹلی زیر بحث نہ آنے پائے۔!“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”وہ تو ضرور آئے گی۔!“ تنویر مٹھیاں بھیجنے لگا بولا۔

”تو پھر اپنا حشر بھی دیکھ لینا۔۔۔۔۔!“ اس نے اُسے دھکا دے کر ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور صفدر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا باہر نکل گیا۔

صفدر کی گاڑی قریب ہی کھڑی تھی۔

”مجھے ٹپ ٹاپ ٹائٹ کلب لے چلو۔۔۔۔۔!“ اس نے اس سے کہا۔

صفدر خاموشی سے اسٹیئرنگ سنبھال کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ دوسری طرف کا دروازہ کھول کر عمران بھی اس کے قریب آ بیٹھا۔

گاڑی چل پڑی اور صفدر بولا۔ ”بعض اوقات۔۔۔۔۔!“

”میں بالکل دیوانہ معلوم ہوتا ہوں۔!“ عمران نے جملہ پورا کر دیا۔

”آخر یہ سب کیا تھا۔۔۔۔۔؟“

”ابھی تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔!“

”لیکن۔۔۔۔۔!“ صفدر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

”میرے خیال سے کوئی اور ذکر چھیڑو۔۔۔۔۔!“ عمران نے بڑے خلوص سے مشورہ دیا۔

”یعنی وہ مر گئی۔۔۔۔۔ اور آپ۔۔۔۔۔!“

”جی ہاں۔۔۔۔۔ میں اس کا سوگ منانے کو زندہ بیٹھا ہوں۔۔۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگ

آخر اتنے خدا ترس کیوں ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ آہا سمجھا۔۔۔۔۔ سائیکو لو جیکل ریسرچ کے کارخانے میں

بیٹھے ہوئے ہیں نا۔۔۔۔۔ اللہ رحم کرے دوسرے ممالک کے نفسیات کے طالب علم و ڈور تھ بننے

ہیں ولیم جیمز بننے ہیں یونگ بننے ہیں ایڈلر بننے ہیں لیکن ہیہات یہاں کے ماہر نفسیات لوگوں کی

شخصیتوں کا تجزیہ کرنے بیٹھے ہیں اور انہیں ولی اللہ ثابت کر دینے کے بعد سوچتے رہ جاتے ہیں کہ

وہ خود کیا چیز ہیں۔ ملک کے سارے بڑے افسروں کو ان سے رجوع لانا چاہئے۔!“

”رجوع کرنا۔۔۔۔۔!“ صفدر نے صحیح کی۔

”رجوع لانا صحیح ہے.... اب تم زبان پر بحث کرو گے.... تمہاری پچھلی نوکری پر واپس  
بھجوا دوں گا.... یاد رکھنا میں نے بھی تھوڑی سی نفسیات پڑھی ہے!“

”اچھا یہی بتا دیجئے کہ یہ سائیکولوجیکل ریسرچ کا ادارہ کیوں قائم کیا گیا ہے....؟“

”یہ اپنے چیف ایکس ٹو سے پوچھو....!“

”میرا خیال ہے کہ دانش منزل کے بعد یہی ہیڈ کوارٹر بنے گا۔ عمارت میں توسیع ہو رہی ہے!“

”بس مجھے اب اللہ اللہ کرنے دو....!“ عمران ہاتھ اٹھا کر درویشانہ شان سے بولا۔ صفدر پھر

کچھ نہ بولا۔ لیکن الجھن بدستور قائم رہی۔

پچھلے ماہ انہیں ایکس ٹو کی طرف سے ”تنظیم نو“ کا حکم ملا تھا.... اور اسی کے مطابق سیکرٹ

سروس کے ممبروں نے ایک مجوزہ عمارت پر ”ادارہ تحقیقات نفسی“ کا بورڈ لگا دیا تھا۔

مختلف شعبوں کے منتظمین کی حیثیت سے وہ اس عمارت میں بیٹھنے لگے تھے۔ وہیں اوپری

منزل پر ان کے لئے رہائشی فلیٹ بھی موجود تھے۔

لیکن صفدر کو اس سے الگ رکھا گیا تھا.... وہ جہاں پر تھا وہیں مقیم رہا۔ کبھی کبھی عمران ہی

اُسے ساتھ لے کر اس طرف بھی آ نکلتا تھا۔

آج بھی یہی ہوا تھا.... عمارت کے سامنے سڑک کے پار دوسری عمارت تھی شاید اس

عمارت کی طرف وہ لوگ توجہ بھی نہ دیتے.... لیکن وہ لڑکی جو اس عمارت کی اوپری منزل پر

رہتی تھی بڑی پرکشش تھی!

وہ سبھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے.... ٹھیک پانچ بجے شام کو وہ زینوں پر دکھائی

دیتی.... کہیں باہر جاتی تھی.... لیکن واپسی کا علم کسی کو نہ ہوتا.... جب سے وہ اس عمارت میں

آئے تھے انہوں نے لڑکی کے معمول میں کوئی فرق نہیں دیکھا تھا۔

وہ کسی سفید قام نسل سے تعلق رکھتی تھی.... اس عمارت کے فلیٹوں میں کئی غیر ملکی

گھرانے آباد تھے۔

جولیانائٹس واٹر نے اس لڑکی کی قومیت کا اندازہ لگایا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ اطالوی ہے۔

لیکن عمران نے کہا تھا کہ ہر خوبصورت لڑکی بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کو کسی ایک

قوم کے لئے مخصوص کر دینا غیر سائنٹیفک حرکت ہے!

پھر اس نے شاید اُسے کسی قسم کے سائنسی نکتہ نظر سے دیکھنا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس کے  
بعد اسے دیکھنے کے لئے اس کے ہاتھوں میں ہمیشہ دور بین ہوتی۔

اور پھر یہ واقعہ پیش آیا۔

صفدر کی الجھن بڑھتی رہی.... اور وہ بالآخر ٹپ ٹاپ کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے صفدر گاڑی کو

پارکنگ شیڈ کی طرف لیتا چلا گیا۔

”گڈ“ عمران گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ ”اب تم دیکھو گے کہ پیر صاحب کا آم کتنا کراماتی تھا!“

”عمران صاحب.... وہ مر گئی....!“ صفدر جھنجھلا کر بولا۔

”اب پھر کتنی دیر بعد یہی اطلاع دو گے!“

”مناسب یہی ہے کہ میں خاموش رہوں....!“ صفدر کے لہجے کی تلخی کچھ اور بڑھ گئی۔

”سمجھ دار بچہ وہی ہے جو ڈیڈی کی نظریں پچپان سکے!“

وہ ہال میں آئے اور عمران ایک خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر نے اس میز پر ریزرویشن

کارڈ پڑا دیکھا تھا.... لہذا بیٹھنے سے قبل اس نے کہا۔ ”کیا اب یہاں ذلیل کرادیے کا ارادہ ہے!“

”اگر تم کھلانے پلانے کو ذلیل کرانا سمجھتے ہو تو میں باز آیا....!“ عمران کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

”میں یہ عرض کر رہا تھا....!“ صفدر نے ریزرویشن کارڈ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”اچھا.... اچھا.... میں سمجھا.... فکر نہ کرو بیٹھ جاؤ....!“

”اگر اٹھا دیئے گئے تو....!“

”ہم تو غلطی سے بیٹھ رہے ہیں....!“ عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

”آخر آپ چاہتے کیا ہیں....!“

”غلطیاں کر کے“ ”وہ معاف کیجئے گا“ کہنے میں ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتا ہوں....

آج تم بھی ٹرائی کرو....!“

”میں تو نہیں بیٹھوں گا!“

”گریبان پکڑ کر بٹھا دوں گا!“

اتنے میں ایک ویٹر تیز قدموں سے ان کی طرف آیا اور سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔

”وعلیکم السلام....!“ کہہ کر عمران نے پرتپاک انداز میں اس سے مصافحہ کیا اور اس کے

متعلقین کی خیریت دریافت کرنے کے بعد موسم کے احوال پر اتر آیا۔

صدر کو اس دوران میں اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھائے نہیں جائیں گے لہذا وہ بھی بیٹھ گیا۔  
ویٹر سے گفتگو کر کے عمران نے صدر سے پوچھا۔ ”کیا نہ کھاؤ گے اور کیا نہ پیو گے۔“

”میں صرف کافی پیوں گا۔“

”کیوں بھی کافی کس بھاؤ تک رہی ہے۔“ عمران نے ویٹر کی طرف مڑ کر پوچھا۔

ویٹر دانت نکالے ہوئے رخصت ہو گیا۔

”بخدا بعض اوقات آپ حد سے گذر جاتے ہیں.... پہلے ہی بتا دیا ہو تاکہ میز خود آپ نے

ریزرو کرائی تھی....“ صدر بولا۔

”اتنی پرانی اطلاع آج کیونکر دیتا.... چھ ماہ سے صرف میرے لئے مخصوص ہے۔“

”آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں....!“

”ذلیل کرانے....!“

”کیا مطلب؟“

”کھلانے پلانے.... اس کے بعد بائیسکوپ بھی دکھاؤں گا۔“

”اچھی بات ہے.... میں تن بہ تقدیر ہوں....!“

”جیتے رہو.... ایسی ہی اسپرٹ رکھنی چاہئے۔“

صدر خاموش ہو گیا.... عجیب سی وحشت اس کے ذہن پر طاری تھی۔ بار بار اُسے وہ لڑکی یاد

آ رہی تھی۔

لیکن گر کر بیہوش ہو جانا اور چیز ہے اور مر جانا.... بسا اوقات لوگ محض دہشت کی وجہ سے

بیہوش ہو جاتے ہیں.... اور پھر وہ تو آخری نگلی سٹر ہی سے گری تھی۔!

صدر نے اپنی پیشانی پر ہتھیلی رگڑتے ہوئے آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھا وہ اس طرح

مگن بیٹھا تھا جیسے یہاں کے ماحول میں بیوی بچوں کے وجود کو بھلا دینا چاہتا ہو۔

”سنئے....!“ صدر نے اُسے مخاطب کیا۔

”ضرور سنوں گا.... لیکن اس طرح بیویاں شوہروں کو مخاطب کیا کرتی ہیں۔!“

”خدا کے لئے سنجیدہ ہو جائیے۔!“

”چلو.... کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو....!“

”ہم لوگوں کے علاوہ بھی آس پاس والوں نے آپ کو وہاں آم کی گٹھلی گراتے دیکھا ہو گا۔!“

”تو پھر....؟“

”آپ یقیناً زحمت میں پڑ جائیں گے.... اور تنویر بھی تو وہیں موجود تھا۔!“

”ارے.... تنویر....!“ عمران ہنس کر رہ گیا.... پھر بولا۔ ”اس کی مثال تو اُس فلمی گیت کی

سی ہے۔ تمہی ہو محبوب میرے میں کیوں نہ تمہیں بور کروں۔!“

”آپ جانئے....!“ صدر نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ وہ پھر جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

لیکن اس جھنجھلاہٹ کے باوجود بھی اس نے محسوس کیا کہ عمران کی توجہ اسکی طرف نہیں ہے!

انے میں ویٹر کافی لایا لیکن عمران کی توجہ قریب والی میز سے نہ ہٹ سکی۔

وہ کوئی غیر ملکی آدمی تھا.... مشرق بعید کے کسی ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ آنکھوں اور ناک کی

مخصوص بناوٹ کی بناء پر جاپانی یا تھائی ہو سکتا تھا۔

صدر کافی بنانے لگا.... پھر جب اس نے ایک پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اُسے مخاطب

کیا تو وہ چونک کر اُسے ایسے انداز میں دیکھنے لگا جیسے اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔!

”کافی....!“ صدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”اس آدمی کا نام یو کاوا ہے....!“ عمران نے کہا۔

”میں کافی پیش کر رہا ہوں.... اسے جہنم میں جھونکنے....!“

”ہوں.... اچھا....!“ عمران نے کافی کی پیالی اٹھا کر ایک چسکی لی۔

ویسے صدر کو بھی اب اُس آدمی کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا پڑا تھا.... بھلا عمران اس

میں یونہی خواہ مخواہ کیوں دلچسپی لینے لگا۔

وہ آدمی اپنی میز پر تہا تھا اور بار بار صدر دروازے کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

”یو کاوا....!“ صدر نے دل ہی دل میں دہرایا اور کافی پینے لگا۔

”پچھلے سال میں نے گیارہ نومبر کو گیارہ اونٹ شکار کئے تھے۔!“ دفعتاً عمران نے اونچی آواز

میں کہا۔ زبان انگریزی استعمال کی تھی۔ بظاہر مخاطب صدر تھا لیکن صدر اچھی طرح سمجھتا تھا کہ

یہ یو کاوا کسی اور کے لئے تھی۔

صفدر نے یو کاوا کو چونکتے دیکھا۔ پھر وہ عمران کی طرف اسی طرح متوجہ ہوا تھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔ حیرت سے اُس کے ہونٹ کھل گئے تھے۔ پھر اچانک وہ اپنی میز سے اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھا۔ اب اس کے ہونٹوں پر لطیف سی مسکراہٹ تھی۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ان دونوں کے لئے گہرے جذبات رکھتا ہو۔

”یہ ملک بڑا خوبصورت ہے۔“ اس نے کہا۔

عمران نے مسکرا کر سر کو جنبش دی۔۔۔ کچھ بولا نہیں۔۔۔ صفدر نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر اس بن بلائے مہمان کے لئے بھی کافی طلب کی۔

یو کاوا کے ہاتھ میں رول کیا ہوا ایک اخبار تھا جسے اس نے میز پر رکھ دیا اور اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ ”اوہ شائد میرا پرس برساتی کی جیب میں رہ گیا جسے میں کلوک روم میں چھوڑ آیا ہوں۔۔۔!“ اس نے کہا اور اٹھ گیا۔

صفدر نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے تھے پھر بند کر لئے اور۔۔۔ اور۔۔۔ اُسے تیزی سے صدر دروازے کی طرف جاتے دیکھتا رہا تھا۔ عمران بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

”عجیب ہونٹ آدمی معلوم ہوتا ہے۔۔۔!“ صفدر بلا آخر بولا۔

”لیکن اب وہ واپس نہیں آئے گا۔۔۔!“ عمران نے سر کو مایوسانہ جنبش دی۔

”کیوں۔۔۔؟ آخر بات کیا ہے۔!“

”کسی اور کے دھوکے میں اس میز پر آ بیٹھا تھا۔!“

”آخر کیوں۔۔۔؟“

”گیارہ نومبر تھی اس کی وجہ۔۔۔ گیارہ اونٹوں والی بات محض تفتن طبع کے لئے کہی گئی تھی ویسے یہ اور بات ہے کہ تفتن طبع کے معنی بھی مجھے نہ معلوم ہوں۔!“ عمران نے کہا اور وہ رول کیا ہوا اخبار اٹھا لیا جسے یو کاوا چھوڑ گیا تھا۔!

ویٹر دوبارہ طلب کی ہوئی کافی لے آیا۔

”اب میں اس کا کیا کروں۔۔۔!“ صفدر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کس کا۔۔۔؟“ عمران نے اخبار سے نظر ہٹائے بغیر کہا۔ اس نے اُسے میز پر پھیلا لیا تھا۔!

”یہ کافی میں نے اسی کے لئے منگوائی تھی۔!“

”اس لئے اس کے دام بھی خود ہی بچھتو گے۔!“

صفدر کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد عمران بڑبڑایا۔۔۔۔ ”غلطی ہو گئی۔!“

”کیا مطلب۔۔۔؟“

”پیغام تو موجود ہے۔۔۔ لیکن پتہ نہیں کس کے لئے ہے۔!“

”پتہ نہیں آپ کہاں کی بانک رہے ہیں۔!“

”یہ دیکھو۔۔۔ اخبار میں جگہ جگہ بعض الفاظ کے نیچے لکیریں کھینچی گئی ہیں! اگر ان الفاظ کو

بالتربیب یکجا کر دو تو یہ پیغام بنے گا کہ ”لڑکی زینوں سے گر کر رہے ہوش ہو گئی اور ہسپتال پہنچتے پہنچتے اس نے دم توڑ دیا۔!“

”خدا کی پناہ۔۔۔ تو ابھی تک اسی لڑکی کا چکر چل رہا ہے۔!“

”اور دیکھو کب تک چلتا ہے۔!“

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے عمران کو گھورتا رہا۔

”لیکن ایک بات ہے۔۔۔!“ عمران کچھ دیر بعد بولا۔ ”جسے یہ پیغام دینا تھا اُسے شائد وہ بھی

نہیں جانتا تھا ورنہ میرے حوالے کیوں کر جاتا۔!“

”سوچتے اور کڑھتے رہئے۔!“

”ہائیں۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔!“ عمران نے اُسے بغور دیکھ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔

”جی۔۔۔!“

”کیا تم آج کل بیگمات میں زیادہ اٹھ بیٹھ رہے ہو۔۔۔!“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔!“

”یہ کڑھناؤڑھنا بولنے لگے ہو۔۔۔!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ شائد کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا۔۔۔

لیکن صفدر نے محسوس کیا جیسے وہ پھر کسی طرف متوجہ ہو گیا ہو۔!

”لو ابھی شائد۔۔۔ مسٹر یو کاوا کو اسی کا انتظار تھا۔!“

اشارے کی سمت نظر اٹھی تو آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ بڑی خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔

کاؤنٹر کے قریب رک کر میزوں کا جائزہ لینے لگی تھی۔

پھر کاؤنٹر کلرک سے کچھ پوچھا بھی تھا۔

”کیا خیال ہے....!“ عمران بولا۔ ”مجھے تو یہ بھی چاہیانی ہی لگے گی اگر کسی طرح اس کی ناک چپٹی کر دی جائے۔!“

”یہ مغربی یورپ کے کسی ملک کی معلوم ہوتی ہے۔!“ صفدر نے کہا۔

اب وہ لڑکی کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کھڑی تھی.... اور اس کا رخ میزوں کی طرف تھا۔

”عمران نے اخبار کے دو ورق الگ الگ رول کئے اور انہیں برابر سے میز پر کھڑا کرتا ہوا بولا۔ ”دیکھو... اب اس گیارہ کا کمال وہ تیر کی طرح اس طرف آئیگی... کافی تیار رکھو اس کیلئے۔!“

عمران کا یہ خیال بھی درست ثابت ہوا.... وہ سچ جان کی میز کی طرف بڑھتی دکھائی دی۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچی عمران نے اخبار کے ورقوں کو پھر ایک ہی رول کی شکل دے کر میز پر

ڈال دیا۔

اتنی دیر میں وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ چکی تھی.... کوئی کچھ نہ بولا۔ صفدر نے اس کے لئے کافی بنائی اور کچھ کہے بغیر اس کی طرف بڑھادی جو خاموشی ہی سے قبول کر لی گئی۔

عمران نے صفدر کو خاموش رہنے کا اشارہ پہلے ہی کیا تھا۔

”میں بہت پریشان ہوں....!“ لڑکی کافی کی پیالی ختم کر کے بولی۔ ”تم دونوں میں سے وہ کون ہے؟“

صفدر تو خاموش ہی رہا البتہ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

”تم ہو....!“ لڑکی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اور عمران نے مغموم انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی۔

”اوہ.... اگر یہ سچ ہے تو مجھے خوش ہونا چاہئے۔!“ لڑکی بولی اور عمران نے احمقانہ انداز میں

دانت نکال دیئے۔

اس کے بعد لڑکی نے اخبار اٹھالیا اور اب عمران اس کی طرف سے بالکل لاپرواہ نظر آ رہا تھا۔

”تم نے مجھے بلایا ہے.... میں آگئی۔!“ لڑکی نے کچھ دیر بعد کہا۔

”تم نے بہت اچھا کیا....!“

”کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی تھی۔!“

”مل گیا یا نہیں....؟“

”تم پتہ نہیں کیسی باتیں کر رہے ہو.... کہیں مجھ سے غلطی تو نہیں ہوئی۔!“

”کیسی غلطی....؟“

”تم نے کل مجھ سے فون پر کہا تھا کہ مجھ سے یہیں ملو گے اور تمہارے ہاتھ میں اخبار کے دو رول ہوں گے۔!“

”ہاں کہا تو تھا....!“

”پھر اتنی بے مروتی سے کیوں پیش آرہے ہو....!“

عمران کچھ نہ بولا۔

صفدر کا دماغ پھر چکرانے لگا تھا.... سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!

”تم نے مجھے لکھا تھا کہ تم بہت خوبصورت ہو....! لیکن اگر بڑھاپے میں کوئی ساتھ دے سکتا ہے تو وہ صرف میں ہوں۔!“

”یقیناً میں نے لکھا تھا....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”پھر سرد مہری کا کیا مطلب....؟“

”تمہارے بڑھاپے کا انتظار کر رہا ہوں۔!“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

صفدر نے ہنسی روکنے کے سلسلے میں دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

”تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!“

”کہاں قیام ہے تمہارا....!“ عمران نے پوچھا۔

”ایڈلٹی.... میں.... روم نمبر بیاسی....!“

”اچھا تو میں وہیں چل کر تم سے گفتگو کروں گا۔!“

وہ دونوں اٹھے اور عمران نے صفدر سے کہا تھا۔ ”ایک ضروری کام ہے امید ہے کہ تم مجھے

معاف کر دو گے.... کل شام پھر یہیں ملاقات ہوگی۔!“ وہ دونوں چلے گئے صفدر نے جلدی

جلدی بل ادا کیا اور باہر نکل آیا۔

اس کی اپنی گاڑی پارکنگ شڈ ہی میں موجود تھی۔!

اس نے ان دونوں کو پچانک سے نکل کر ایک ٹیکسی رکواتے دیکھا۔

اُسے ان کا تعاقب کرنا تھا.... کیونکہ معذرت کرتے وقت عمران نے ایک مخصوص اشارہ کیا تھا۔

ٹیکسی ایڈلفی کے کپاؤنڈ میں پہنچ کر رک گئی۔ لیکن لڑکی بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔  
”کیا اترنے کا ارادہ نہیں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اؤں.... ہاں....!“ وہ چونک پڑی....! چند لمحے عمران کو دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”اچھی بات ہے اگر تم وہ نہیں تو کم از کم مجھے اس کے سلسلے میں کوئی معقول مشورہ دے ہی سکو گے۔ یہاں میں اجنبی ہوں۔ تم پہلے مقامی آدمی ہو جس سے اتنی دیر تک گفتگو رہی ہو۔!“  
”مشوروں کا ماہر ہوں.... فکر نہ کرو....!“

”ڈرائیور ان کے لئے دروازہ کھولے کھڑا تھا.... لڑکی اتر گئی....! اور دوسری طرف سے عمران خود ہی دروازہ کھول کر نیچے اتر۔“

پھر وہ کمرہ نمبر بیاسی کے سامنے ہی ر کے تھے۔ لڑکی نے ہینڈل گھا کر دروازہ کھولا اور پہلے خود اندر داخل ہوئی....! کمرہ خالی تھا۔ عمران نے اس کی تقلید کی۔

”بیٹھ جاؤ....!“ لڑکی نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

”تم بہت خوبصورت ہو۔!“ عمران نے بیٹھنے سے پہلے احمقانہ انداز میں کہا۔

لڑکی کچھ نہ بولی.... دفعتاً بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور ریو کا ڈا ہاتھ میں ریو الور لئے ہوئے دکھائی دیا۔ ریو الور کا رخ عمران کی ہی طرف تھا۔

”اس معاملے میں کوئی مشورہ دینے سے پہلے مجھے ڈکشنری کنسلٹ کرنی پڑے گی۔!“ عمران نے لڑکی سے کہا۔

لڑکی خاموش رہی۔

”تم کون ہو....؟“ یو کاوا عمران کو خون خوار نظروں سے دیکھتا ہوا ہچکچا کر۔

”ان سے پوچھو....!“ عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

”بکواس نہیں....! یہ ریو الور بے آواز ہے۔!“

”اچھا۔!“ عمران کا لہجہ حیرت اور مسرت سے لبریز تھا۔ ”میں نے آج تک ایسا ریو الور نہیں دیکھا تھا۔!“

”وقت نہ ضائع کرو.... میری بات کا جواب دو....!“

”میں....؟ میں ہوں....!“

”کیا مجھے تشدد پر آمادہ ہونا پڑے گا۔!“



ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے وقت عمران نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔  
لڑکی اسکے برابر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ”میں پھر سوچ رہی ہوں کہ کہیں مجھے دھوکہ تو نہیں ہوا۔!“  
”بعض لوگ زندگی بھر یہی سوچتے رہ جاتے ہیں۔“

ایڈلفی کے لئے ٹیکسی چل پڑی.... لڑکی نے خود ہی ڈرائیور کو ہدایت دی تھی۔  
”یہ بھی ممکن ہے....!“ لڑکی کچھ دیر بعد بولی۔ ”میرے خطوط کسی اور کے ہاتھ لگے ہوں اور وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہو۔!“

”ہاں یہ تو ہے....!“

”تم مجھے الجھن میں نہ ڈالو....!“ وہ جھنجھلا کر بولی۔ ”تمہارا رویہ غیر فطری ہے۔!“

”کچھ اور وضاحت کرو....!“

”تمہارے انداز میں گرجو شئی نہیں۔!“

”ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہوں۔!“

”اگر اس قدر ٹھنڈے ہو تو میں خود کو احمق سمجھنے پر مجبور ہوں۔!“

”جو لوگ خود کو احمق سمجھتے ہیں دنیا کے برگزیدہ ترین لوگ ہیں۔ سیدھے جنت میں جائیں گے۔!“

”میں پوچھتی ہوں تم نے ایسے خطوط کیوں لکھے تھے۔!“

”خطوط لکھنا تو میری ہالی ہے۔ کچھ نہیں تو ریڈیو ہی والوں کو بور کر تارہتا ہوں۔ کہ فلاں گانا

ایک بار پھر سنو!۔“

”جمال تم کسی باتیں کر رہے ہو۔!“

”جمال الدین صدیقی کہو.... پورے نام کے بغیر میں متوجہ نہیں ہوتا۔!“

”میرے خدا میں کیا کرنے جا رہی ہوں....؟“

”اگر جواب مل سکے تو ضرور پوچھو خدا سے۔!“

”اچھا بتاؤ میں کون ہوں....؟“ لڑکی نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

عمران اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے بول پڑا۔ ”ہم ایڈلفی پہنچ گئے۔!“



”زبان بند رکھو.... اب آواز نکلی تو گلا گھونٹ دوں گا!“ یو کاوا نے ریو اور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اب وہ آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پھر اچانک اس نے عمران پر چھلانگ لگائی اور دھم سے منہ کے بل فرش پر جا رہا کیونکہ عمران تو بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔  
پھر وہاں سے جست لگائی تو لڑکی کے قریب پہنچا اور ڈرے ڈرے انداز میں اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگا۔

”بب.... بچاؤ.... مجھے!“ وہ اس سے کہہ رہا تھا۔

اس نے اس کے شانے بھی پکڑ لئے تھے.... اور پھر تو اسے ڈھال بنا کر رکھ دیا۔ یو کاوا اس پر دوبارہ حملہ کرنے کی گھات میں تھا.... اور عمران لڑکی سمیت پینترے بدل رہا تھا۔  
لڑکی نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کی ڈھال نہ بنے لیکن اس کے شانے عمران کی گرفت سے نہیں نکل سکے تھے۔

”دیکھو.... مسٹر.... اگر اب تم نے حملہ کیا تو میں اس لڑکی کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں گا۔“  
عمران نے یو کاوا کو وارنگ دی۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور یو کاوا اس طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر وہ بڑی پھرتی سے ریو اور دوبارہ نکالتا ہوا ایسی جگہ پہنچ گیا کہ اگر دروازہ کھلتا تو وہ اس کی اوٹ میں ہوتا۔  
وہیں سے اس نے لڑکی کو اشارہ کیا.... اور وہ اونچی آواز میں بولی۔ ”آجاؤ!“  
عمران نے اب بھی اس کے شانے نہیں چھوڑے تھے۔  
”یہ کیا کر رہے ہو.... پتہ نہیں کون ہو....!“ اس نے عمران سے کہا تھا۔  
”زیادہ سے زیادہ جیل چلا جاؤں گا.... اور کیا....!“  
دروازہ کھلا.... سامنے صفدر کھڑا تھا.... اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور بولا۔ ”آجاؤ.... آجاؤ.... بھلا تمہیں جین کہاں.... اس لڑکی کے ساتھ آیا تھا.... بھلا تم کیوں نہ تعاقب کرتے... چلے آؤ یہاں کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔“  
جیسے ہی صفدر نے کمرے میں قدم رکھا دروازہ بند ہو گیا۔

اس نے داخل ہوتے ہی محسوس کیا تھا کہ حالات غیر معمولی ہیں لیکن جتنی دیر میں وہ سنبھلتا

”بھائی.... یہ خود ہی مجھے یہاں لائی ہیں.... ورنہ میں تو بالکل بے ضرر آدمی ہوں۔!“

”تم نے کلب میں گیارہ نومبر کا حوالہ کیوں دیا تھا....!“

”گیارہ نومبر.... کیا مطلب.... کیسا حوالہ.... اہ.... میرے خدا.... تم ہی تھے شاید کچھ دیر کے لئے میری میز پر آئے تھے اور پھر اٹھ گئے تھے۔ میں سوچتا ہی رہ گیا تھا....!“  
”تم نے گیارہ نومبر کے متعلق کوئی بات کہی تھی۔!“

”مجھے تو یاد نہیں۔!“

”میں سچ کہتا ہوں گولی مار دوں گا۔!“

”سنو میری بات.... میری جیب میں صرف سوا چار روپے ہیں۔! تم یونہی لے لو خواہ مخواہ بات بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا کہ کسی اتنی خوبصورت لڑکی سے سابقہ پڑنے والا ہے تو آج ہی ساری رومات ٹینکوں سے نکلوا لیتا۔!“

”تم یوں نہ مانو گے.... لڑکی....!“

”لیس باس....!“ لڑکی بولی۔

”دروازہ مقفل کر دو....!“

”اچھا باس....!“

لڑکی نے آگے بڑھ کر دروازہ مقفل کرنے کی کوشش کی پھر مڑ کر مایوسانہ لہجے میں بولی۔  
”کنجی گھومتی ہی نہیں.... شاید باہر سے کنجی لگی ہوئی ہے۔!“

”پروا نہیں....!“ یو کاوا گردن جھٹک کر بولا۔ ”تم غسل خانے میں چلی جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں۔!“

”غسل خانے میں کیوں باس....؟ کیا میں ڈرتی ہوں.... میں بھی دیکھوں گی۔!“

”ارے تو کیا تم ہاتھ پائی کرو گے۔!“ عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں میں تمہیں ماروں گا۔!“

”آخر کیوں....؟“

”تاکہ تم سچی بات اگل دو....!“

”کیسی سچی بات.... میں تو بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں.... بزرگوں نے ٹھیک ہی نصیحت کی

تھی کہ کسی لڑکی کو اس کے گھر تک ہرگز نہ پہنچاؤ۔!“

یو کاوا ریو اور تانے ہوئے سامنے آچکا تھا۔

عمران نے قہقہہ لگایا اور چڑھانے والے انداز میں صفر سے بولا۔ ”پھنس گئے نا آخر اب کی بار.... کتنی بار منع کیا ہے کہ میری ٹوہ میں نہ رہا کرو.... لیکن بھلا تمہیں چین کہاں۔ کوئی لڑکی دیکھی میرے ساتھ اور پیچھے لگ گئے۔“

صفر احقانہ انداز میں کبھی یو کاوا کی طرف دیکھتا اور کبھی عمران کی طرف۔

عمران نے اب لڑکی کے شانے چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے گردن پکڑ لی تھی۔

لڑکی کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

”سنو مسٹر....“ عمران نے یو کاوا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”تم میرے دوست کو گولی

مار دو اور میں اس لڑکی کا گلا گھونٹنے ڈالتا ہوں۔“

”میں تم دونوں ہی کو گولی مار دوں گا.... ورنہ لڑکی کا گلا چھوڑ دو....“ یو کاوا غرایا۔

”دیکھو....“ صفر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”یہ لڑکی خود ہی میرے دوست کو اپنے ساتھ

لائی ہے۔“

”اب کیا ہو سکتا ہے....“ عمران چکارا.... ”یہ ہم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا.... اور

میں لڑکی کا گلا نہیں چھوڑوں گا۔“

”تم اگر انسانیت سے پیش آؤ تو معاملات رفع دفع ہو سکتے ہیں۔“ صفر نے یو کاوا سے کہا۔

”میرے دوست کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ تم کسی عدالت میں بھی اس کے خلاف چارہ

جوئی کرنے کے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔“

”کیسے معاملات....؟“

”جو کچھ بھی ہوں....“

”تم نہیں جانتے۔“

”میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ میرا دوست ذہنی فتور میں مبتلا ہے۔“

”اچھی بات ہے....“ عمران بگڑ کر بولا۔ ”اس کے بعد میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔ تم مجھے

پاگل کہہ رہے ہو۔“

”ریو اور جیب میں رکھ لو....“ صفر نے یو کاوا کو پھر مشورہ دیا۔ ”اور لڑکی سے پوچھو کہ وہ

اس کو یہاں کیوں لائی تھی.... وہ میرے خدا.... تم تو وہی ہو.... تم بھی تو کچھ دیر ہماری میز پر بیٹھے تھے۔ آخر یہ سب کیا ہے۔“

”میں یہ جانا چاہتا ہوں کہ تمہارے دوست نے گیارہ نومبر کا حوالہ کیوں دیا تھا۔“

”اوہ....“ یہ تو ایسی اوٹ پٹانگ باتیں کرتے ہی رہتے ہیں۔“ صفر نے مسکرا کر کہا۔ ”میں یہی

تو بتا رہا تھا کہ ذہنی فتور میں مبتلا ہیں۔“

”شٹ اپ....“ عمران دھاڑا.... ”تم کیوں میرے پیچھے رہتے ہو....! اچھا ہے تمہیں گولی

مار دی جائے۔ یہ ریو اور کا بھوت ہے.... بے آواز.... خاموشی سے مر جاؤ گے۔“

”سن رہے ہو!“ صفر نے یو کاوا سے کہا۔ ”میا یہ کسی صحیح الدماغ آدمی کی گفتگو ہو سکتی ہے۔“

دفتار لڑکی کے حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں نکلنے لگیں اور صفر چیخا۔

”وہ پاگل ہے اسے مار ڈالے گا۔“

یو کاوا اگڑ بڑا گیا اور ٹھیک اسی وقت صفر نے اُس کے ریو اور والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا۔

ریو اور دور جا پڑا لیکن ساتھ ہی صفر بھی کئی فٹ اوپر اچھل کر نیچے گرا۔ یو کاوا نے جوڈو کا

ایک داؤ استعمال کیا تھا.... پھر وہ بڑی پھرتی سے عمران کی طرف جھپٹا.... عمران نے پہلے ہی لڑکی

کو چھوڑ دیا تھا۔

دونوں لیٹ پڑے.... اس پر بھی یو کاوا نے بڑی پھرتی سے جوڈو کا ایک داؤ آزمانا چاہا....

لیکن ناکام رہا کیونکہ عمران نے بھی بجلی کی طرح اس کا توڑ کر لیا تھا۔ ساتھ ہی اس نے ڈھب پر

لا کر دھوبی پاٹ مارا اور پھر جیسے ہی وہ گرا عمران نے اپنا دایاں گھٹنا اس کی گردن پر رکھ دیا۔

”نہیں....“ یو کاوا پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔ ”مم.... مجھے چھوڑ دو.... میں تمہیں

ہزاروں.... روپے دوں گا۔“

صفر نے اتنی دیر میں ریو اور پر قبضہ کر کے لڑکی کو اسی جگہ کھڑا رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

پھر عمران نے یو کاوا کے بال مٹھی میں جکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد جوڈو کا دایا

ہے تو وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔

”اور اب تمہارے بولنے کی باری ہے۔“ عمران اپنے ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔

یو کاوا دیوار سے لگا کھڑا ہانپ رہا تھا۔

”شروع ہو جاؤ.... میرے پاس وقت نہیں ہے!“ عمران نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم کون ہو....!“

”آخر میں ہی کیوں.... اس شہر میں تقریباً تیس لاکھ آدمی رہتے ہیں!“

”تم اس لڑکی کا تعاقب کیوں کرتے تھے!“

”کس لڑکی کا....؟“

”وہ جو زینوں سے گر کر مر گئی....!“

”ہائیں.... وہ لڑکی جو زینوں سے گری تھی.... کیا مر گئی!“

”ہاں مر گئی!“

”بڑا افسوس ہوا.... وہ مجھے اچھی لگتی تھی.... اس لئے تعاقب کرتا تھا۔ لیکن تم یہ بتاؤ کہ

اخبار میں خطوط کشیدہ الفاظ والا پیغام کس کے لئے تھا!“

”کسی کے لئے بھی نہیں....! میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہاری حقیقت کیا ہے۔ پھر

یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ پیغام غلطی سے تمہارے ہاتھوں میں پہنچ گیا یہ لڑکی تم سے اخبار حاصل

کرنے جاتی ہے۔! مقصد صرف یہ تھا کہ تمہیں گھیر کر یہاں تک لایا جائے۔!“

”سو میں آگیا....!“

”تم کون ہو....؟“

”یہ اب تم اپنے بارے میں بتاؤ گے۔!“

”میں اسے چاہتا تھا.... کبھی وہ میری سیکریٹری تھی۔ مجھے چھوڑ کر یہاں چلی آئی.... اور میں

اس کا تعاقب کرتا رہا۔ چھپ چھپ کر دیکھتا رہا کہ آخر اس میں یہ اچانک تبدیلی کیوں آئی.... اس

نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔!“

”گیارہ نومبر پر کیوں بھڑکے تھے۔!“

”یہ میں نہیں بتاؤں گا.... یہ ایک مقدس راز ہے۔ اس نے مجھ سے بے وفائی کی تھی۔ لیکن

میں تو ان یادوں کو اپنے سینے سے لگائے رہوں گا۔!“

”اور آپ کی تعریف....؟“ عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

”یہ.... یہ بھی.... میری سیکریٹری ہے۔!“

”چلو معاف کیا....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر یو کاوا بولا۔ ”ہمیں دوستانہ فضا میں بات کرنی چاہئے۔!“

”اب کیا بات کریں....!“

”میں سمجھا تھا کہ اسی نے تمہیں گیارہ نومبر کے بارے میں کچھ بتایا ہے۔!“

”تمہارے بیان کے مطابق وہ مر گئی ورنہ اسی سے پوچھتا۔ میں تو اتنے دور ہی سے دیکھتا رہا تھا

کبھی گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔!“

”وہ بہت اچھی تھی.... یک بیک اُسے نہ جانے کیا ہو گیا تھا۔!“

”اب اسے سنبھالنا کہیں اسے بھی کچھ نہ ہو جائے۔“ عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔!

”یہ صرف سیکریٹری ہے۔!“ یو کاوا نے ٹھنڈی سانس لی۔

”اچھا تو اب ہم لوگ چلیں....!“ عمران نے یو کاوا سے ایسے انداز میں کہا جیسے کچھ دیر پہلے

اس کے ساتھ چائے نوشی کا لطف لیتا رہا ہو۔!

”ٹھہرو....!“ لڑکی ہاتھ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔!“

”کیا مطلب....؟“ عمران نے دیدے نہ چائے۔

”تم بہت دلیر آدمی ہو۔!“

”لڑی....!“ یو کاوا کے لہجے میں درد تھا۔

لیکن اُس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔

عمران نے صفدر کے ہاتھ سے ریو الوور لے کر یو کاوا کو واپس کر دیا! صفدر نے کچھ کہنے کے لئے

منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے اپنی بائیں آنکھ دہائی اور وہ خاموش رہ گیا۔

”میں تمہارے ساتھ چلوں گی.... یہ مذاق نہیں۔!“ لڑی نے پھر کہا۔

عمران نے صفدر کا ہاتھ پکڑا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کیا چکر تھا.... آپ آخر کیا کرتے پھر رہے ہیں۔!“ صفدر نے راہداری میں پہنچ کر کہا۔

”خاموشی سے چلتے رہو....!“ عمران آہستہ سے بولا۔

انہوں نے زینہ طے کیا اور عمارت سے باہر آگئے۔ صفدر کی گاڑی سامنے ہی موجود تھی۔

”ارے وہ آرہی ہے۔!“ صفدر اگلی سیٹ کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔

فکر نہ کرو۔! عمران نے کہا اور اپنے لئے دروازہ کھولنے میں اتنی دیر لگائی کہ لڑی بھی پہنچ سکے۔

اس نے کچھ کہے بغیر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور اندر بیٹھ گئی تھی۔

”بڑی ڈھٹ لوگ ہیں۔!۔۔۔ عمران نے اردو میں کہا۔

صفدر نے انجمن اشارت کیا اور گاڑی چل پڑی۔

”تمہیں اس پر حیرت ہوگی۔! لڑی نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”اب مجھے کسی بات پر حیرت نہیں ہوتی۔! عمران نے جواب دیا۔ ”صرف اپنی پیدائش کے

موقع پر حیرت ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بعد سے آج تک کوئی ایسا واقعہ نظر سے نہیں گذرا جس پر

حیرت ہوئی۔!۔

”تو پھر تم مجھے دھوکے باز سمجھ رہے ہو گے۔!۔

”ارے میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔!۔۔۔!۔

”وہ تمہیں پسند تھی۔!۔۔۔!۔

”کون۔۔۔۔؟“

”روزی۔۔۔۔!۔

”کون۔۔۔۔ روزی۔۔۔۔!۔

”وہی جس کا تم تعاقب کرتے رہے تھے۔!۔

”کیا وہ سچ سچ مر گئی۔!۔

”ہاں۔۔۔۔۔ یو کاوانے یہی بتایا تھا مجھے۔! تم بتاؤ کیا وہ تمہیں پسند تھی۔!۔

”پسند و سنا خاک نہیں تھی۔۔۔۔۔ مجھے آج تک کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آئی۔ میں تو بس یہ

دیکھنے کے لئے ہر لڑکی کا پیچھا کرتا ہوں کہ شاید اس میں کوئی خاص بات ہو۔۔۔۔۔ لیکن آج تک تو

ایسی کوئی ملی نہیں۔!۔

”کیا خاص بات دیکھنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔!۔

”یہ نہیں بتاؤں گا۔۔۔۔۔ ورنہ لڑکیاں ایکٹنگ کرتی پھریں گی۔!۔

”اوہ تو کیا تم اتنی ہی اہمیت رکھتے ہو کہ لڑکیاں تمہیں رجھانے کے لئے ایکٹنگ کرتی پھریں۔“

”سوال یہ ہے کہ تم کیوں میرے پیچھے دوڑی آئی ہو۔“

”پتہ نہیں تم کیسے آدمی ہو۔۔۔۔۔!۔

”اب کچھ نہ کہوں گا چاہے سر پر ہی کیوں نہ سوار ہو جاؤ۔!۔

کچھ دیر پھر خاموشی رہی۔۔۔۔۔ دفعتاً صفدر نے پوچھا۔ ”اب آپ کہاں جائیں گے۔!۔

”بس اب تم مجھے لے چل کر سمندر میں پھینک دو۔۔۔۔۔ دیکھتا ہوں یہ کیسے میرے پیچھے آتی

ہے۔!۔ عمران نے اردو کا جواب انگریزی میں دیا اور وہ تڑ سے بول اٹھی۔ ”چھلانگ لگا دوں گی

سمندر میں۔۔۔۔۔ یقین نہ آئے تو آزما کر دیکھ لو۔۔۔۔۔!۔

”اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ دیکھوں گا۔۔۔۔۔!۔

صفدر نے تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتا ہے۔!۔

”اپنے گھر کے علاوہ اور ہر جگہ جانے کو تیار ہوں۔۔۔۔۔ خیر جہاں کہوں مجھے اتار کر رہا لینا۔“

”موڈل ٹاؤن کی ایک سڑک پر اس نے صفدر سے گاڑی روکنے کو کہا۔

لڑی اس وقت تک نہیں اُتری تھی جب تک عمران نہیں اتر تھا۔

صفدر انہیں وہیں چھوڑ کر روفر فوچکر ہو گیا۔

”کیا ہم یہیں کھڑے رہیں گے۔! کچھ دیر بعد لڑی نے کہا۔

”یہی سوچ رہا تھا کہ کس درخت پر بسیرا لیں۔!۔۔۔۔!۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔؟“

”میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تمہیں کہاں لے جاؤں۔!۔

”گھر نہیں ہے۔!۔

”ہے تو لیکن وہاں تل رکھنے کی جگہ نہیں۔!۔۔۔۔! دو بیویاں اور گیارہ بچے ہیں۔!۔

”دو بیویاں۔۔۔۔۔؟“

”ہاں اب صرف دو ہی رہ گئی ہیں۔!۔

”کیا پہلے اور بھی تھیں۔۔۔۔۔؟“

”پوری ستائیس۔۔۔۔۔ نو ایزادہ ہوں۔!۔۔۔۔!۔

”میں تو کسی ایسے آدمی کو ہرگز نہیں چاہ سکتی۔۔۔۔۔ بڑی غلطی ہوئی مجھ سے۔!۔

”جس طرح تمہیں میری دلیری پسند آئی ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح دوسری عورتوں کو بھی میری

کوئی نہ کوئی بات پسند تھی.... اور اب تو صرف دو ہی رہ گئی ہیں وہ کہتی ہیں چونکہ تم بالکل چغد ہو اس لئے ہم کسی قیمت پر بھی تمہیں نہیں چھوڑ سکتے۔“

”میں اب یو کاوا کے پاس نہیں جاسکتی۔“ لڑی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ ”یہاں اور کسی کو نہیں جانتی۔“

”اگر یہ بات ہے تو آؤ میرے ساتھ.... میں تمہیں پناہ دوں گا۔“

”لہلہ.... لیکن تم تو.... دو بیویاں رکھتے ہو۔“

”ارے تو کیا ہوا....! انہیں گردن میں لٹکائے تو نہیں پھرتا....!“

”نہیں....!“ وہ ہنس پڑی....! ”تم شادی شدہ نہیں معلوم ہوتے۔“

عمران کچھ نہ بولا.... وہ ایک سست چل پڑا تھا۔ بالآخر ایک عمارت کے سامنے رکا۔

”یہ عمارت خالی معلوم ہوتی ہے۔“ اس نے مڑ کر آہستہ سے لڑی کو مخاطب کیا.... ”کوئی

کھڑکی روشن نہیں ہے۔“

”تو پھر....!“

”آؤ....!“ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ دروازہ مقفل تھا۔!

عمران لڑی کی طرف دیکھ کر ہنستا ہوا بولا۔

”دیکھا.... میں نہ کہتا تھا....!“

”تم کیا کہہ رہے ہو.... میں نہیں سمجھ سکی۔“

”بس قفل توڑ کر اندر.... جب تک جی چاہے گا قیام کریں گے۔“

”اب معلوم ہوا کہ دلیر ہی نہیں ڈاکو بھی ہو.... کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنسا دینا۔“

”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مصیبتوں میں پڑ کر کتنی صفائی سے نکل آتا ہوں۔“

وہ خاموش رہی.... عمران اس کی طرف پشت کر کے قفل پر جھک پڑا اور لڑی اس وقت آگے

بڑھی تھی جب دروازہ کھلا تھا۔

”کیا سچ تم کسی دوسرے کے مکان میں داخل ہو رہے ہو۔“ اس نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

”یہاں سب کچھ اپنا ہے۔! میں نواب زادہ ہوں۔!“



صفدر سونے کی تیاری کر رہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”یہ خبر صحیح تھی کہ وہ لڑکی مر گئی۔!“

”لیکن مری کیسے.... موت کا سبب....!“ صفدر نے پوچھا۔

”دل پھٹ گیا.... فوری طور پر لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا تھا۔!“

”بہت زیادہ بلندی سے تو نہیں گری تھی۔!“

”یہ بتاؤ کہ عمران تمہیں کہاں لے گیا تھا....!“

جواب میں صفدر نے پوری کہانی سنائی۔

”تم نے انہیں کہاں چھوڑا تھا....!“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”موڈل ٹاؤن کی ایک سڑک پر....!“

دوسری طرف سے فوراً ہی کچھ نہ کہا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔

”کیا تم اس سڑک کی نشان دہی کر سکو گے۔!“

”مجھے افسوس ہے۔!“

”کیا مطلب....؟“

”اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں کر سکتا....!“ صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس نے عمران کو ٹھوکر کھاتے تو دیکھا تھا لیکن پچھتاتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لہذا اسے کیا پڑی تھی

کہ خواہ مخواہ اپنی تشویش میں دوسروں کو بھی شریک کرنا۔ اسے یقیناً عمران کے بارے میں تشویش

تھی لیکن اتنی زیادہ بھی نہیں کہ وہ جولیا کو اس جگہ کا صحیح پتہ بتا دیتا جہاں ان دونوں کو اتارا تھا۔

ہو سکتا تھا کہ وہ عمران کی اپنی کوئی نجی دلچسپی رہی ہو.... لیکن اس لڑکی کی موت.... کیا آم

کی وہ گھٹلی ہی اس کا سبب بنی تھی....؟

وہ بستر پر لیٹا سوچتا رہا.... نیند کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ خیالات کا ایک لامتناہی سلسلہ ذہن

کو پراگندہ کرتا رہا۔

دفعتاً پھر فون کی گھنٹی بجی اور اس نے لیٹے ہی لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔  
”ہیلو....!“

”ایکس ٹو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”یس سر....!“

”معلوم کرو کہ یو کاوا اب بھی ایڈلفی ہی میں مقیم ہے یا کمرہ چھوڑ دیا۔“

”بہت بہتر جناب....!“ صفدر نے طویل سانس لی۔

”میں ایک گھنٹے کے بعد دوبارہ رنگ کروں گا۔!“

”بہت بہتر جناب....!“

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسور رکھ دیا۔ ”تو یہ عمران کی نجی دلچسپی نہیں تھی۔“ وہ بڑبڑایا اور تیزی سے لباس تبدیل کرنے لگا۔

بیس منٹ کے اندر ہی اندر وہ ایڈلفی پہنچ گیا تھا۔ اس نے نہ صرف کاؤنٹر پر کمرہ نمبر بیاسی کے متعلق معلومات حاصل کیں بلکہ کمرے کی طرف بھی گیا۔ کمرہ مقفل ملا۔

پھر وہ ایک گھنٹہ پورا ہونے سے قبل ہی گھر واپس آگیا.... ایکس ٹو کو رپورٹ دینی تھی۔

فون کی گھنٹی وقت کے تعین کے مطابق ہی بجی.... اس نے ریسور اٹھالیا۔

”کیا رہا....؟“ دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز آئی۔

”کمرہ الزبتھ فاؤلر کے نام پر ہے.... اس کے ساتھ کوئی مرد نہیں رہتا.... البتہ اکثر لوگ اس سے ملنے کے لئے آتے رہے ہیں۔ یو کاوا نام کے کسی آدمی سے وہاں کا کوئی ملازم واقف نہیں ہے۔ اس کے ملنے جلنے والوں میں کسی جاپانی کا سراغ نہیں ملتا۔“

”اچھی بات ہے۔ اب آرام کرو۔ عمران کے بارے میں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔“

”کیا آپ کو سارے حالات کا علم ہو چکا ہے جناب....!“

”ہاں میں جانتا ہوں....!“

”وہ.... اس لڑکی.... کی موت....!“

”غیر ضروری باتیں نہیں....!“ سخت لہجے میں جواب ملا اور ساتھ ہی سلسلہ بھی منقطع کر دیا۔

”مجھے کیا....؟“ صفدر تبرا سامنے بنا کر بڑبڑایا اور ریسور رکھ دیا۔ لیکن فوراً ہی گھنٹی بجی۔

”ہیلو....!“ کہتے ہی جولیا کی آواز پھر سنائی دی۔

”اس فلیٹ کی تلاشی لی جا رہی ہے جس میں لڑکی رہتی تھی۔!“

”تو پھر میں کیا کروں....؟“ صفدر جھلا کر بولا۔

”عمران دشواری میں پڑ جائے گا۔!“

”صرف اسی صورت میں جب تم میں سے کوئی پولیس کی توجہ اس کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کرے۔!“

”تنویر کے علاوہ اور کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔!“

”اس سے کہہ دو تمہیں ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی ہے کہ تنویر کو آگاہ کر دیا جائے۔!“

”لیکن مجھے تو ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی۔!“

”تو پھر براہ راست تنویر ہی کو مل چکی ہوگی.... بہر حال میں نے تمہیں بتا دیا کہ وہ عمران کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔!“

”اگر کسی اور نے اُسے وہاں آسم کی گھنٹی گراتے دیکھا ہو تو....!“

”میرا خیال ہے کہ تم آرام کرو....!“ صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔



وہ مسلسل کان چاٹے جا رہی تھی.... آخر کار عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”اب بس کرو....“

پوری ستائیس عدد معلوم ہو رہی ہو....!“

”تم پتہ نہیں کیسے آدمی ہو....! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ تم غیر قانونی طور پر اس مکان میں داخل ہوئے ہو۔ اگر مالک مکان واپس آگیا تو کیا ہوگا۔!“

”دیکھا جائے گا.... یہاں نواب زادہ کو کوئی کچھ نہیں کہتا.... چاہے جو کچھ کرتے پھریں۔!“

”اوہ.... مجھے پھر روزی یاد آگئی!“ لڑی نے چونک کر کہا۔ ”کیا تم کبھی اسکے گھر بھی گئے تھے۔!“

”گھر ہی تو نہیں معلوم تھا مجھے.... اور نہ وہ اس طرح چپ چاپ نہ مر جاتی۔!“

”تم تو کہتے ہو کہ اس کا تعاقب کرتے رہے تھے۔!“

”بہت چالاک تھی.... اُسے شاید معلوم تھا کہ میں اس کا تعاقب کرتا ہوں لہذا کہیں نہ

کہیں ڈانٹ دے کر غائب ہو جاتی تھی.... اچھا تم یہی بتا دو کہ وہ کیسے مری۔!“

”میرے بیویوں سے اتر رہی تھی پیر پھسلانے چلی آئی اور مرگئی! یو کاوانے مجھے یہی بتایا تھا۔!“  
 ”جاپانی مجھے اچھے نہیں لگتے....!“ عمران براسامند بنا کر بولا۔ ”پتہ نہیں تم یورپین لڑکیاں  
 انہیں کیوں پسند کرتی ہو....!“

”پسند کا سوال ہی نہیں.... ملازمت جہاں بھی مل جائے۔!“

”اچھا میں تمہیں کسی یورپین ہی کی ملازمت دلوا دوں گا۔!“

”میں تمہارے ساتھ رہوں گی سمجھے۔!“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”بقیہ بچیس کسی وقت بھی واپس آ سکتی ہیں۔!“

”میں نہیں ڈرتی کسی سے مجھے اٹھائیسویں سمجھو....!“

”تمہیں نیند کب آئے گی۔!“

”کھانا کھائے بغیر نہیں سوتی.... مجھے بھوک لگ رہی ہے۔!“

”یہ تو بُری سنائی.... اٹھائیسویں کی گنجائش نہیں بجٹ میں....!“

”میرے پرس میں خاصی بڑی رقم موجود ہے۔!“

”اگر یہ بات ہے تو ایک سو اٹھائیس بھی بُری نہیں۔!“

”چلو کہیں چلیں....!“

”رات کے دس بج رہے ہیں....! یہاں ٹیکسی بھی آسانی سے نہیں ملتی۔!“

”پیدل ہی چلیں گے۔!“

”چلو....!“ عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ ”تمہارا باس یو کاوا کہاں رہتا ہے....؟“

”اے جہنم میں جھو کو....! اس کا تذکرہ اب مت کرنا....!“

”اچھا گیارہ نومبر ہی کا چکر سمجھا دو....!“

”وہ.... وہ شاید شادی کرنا چاہتا تھا.... روزی نے اس کے لئے گیارہ نومبر طے کی تھی۔!  
 لیکن وہ ایک ہفتہ قبل اپنے وعدے سے پھر گئی۔ یہاں چلی آئی یو کاوا بھی پیچھے پیچھے آیا لیکن اُسے  
 آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ وہ اپنے وعدے سے کیوں منحرف ہو گئی تھی۔! تم نے شاید وہاں اس  
 کلب میں گیارہ نومبر کا حوالہ دیا تھا۔ بس وہ بھڑک اٹھا سمجھا کہ شاید تم ہی ان دونوں کے درمیان  
 آگے تھے۔!“

”غلط سمجھا تھا.... اس نے تو کبھی مجھ سے بات بھی نہیں کی۔!“

”اے بھی جھو کو جہنم میں.... مجھے بھوک لگ رہی ہے۔!“

”کئی میل پیدل چلنا پڑے گا۔!“ عمران بولا۔

”پر وہ نہیں....!“

ایک بار پھر وہ سڑک پر نکل آئے۔ دن بھر کی تپش کے بعد رات کسی قدر خوش گوار ہو گئی تھی۔

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور مطلع صاف تھا۔

وہ چلتے رہے....! عمران خاموش تھا.... اور لڑی بھی خلاف توقع زبان روکے ہوئی تھی۔

ایک جگہ انہیں بالآخر ایک خالی ٹیکسی مل ہی گئی۔

”یہ رات ساحل پر کیوں نہ گذاری جائے۔!“ لڑی نے کہا۔

”مجھے کوئی اعتراض نہیں....!“ عمران سپاٹ لہجے میں بولا۔

اور پھر وہ ساحلی تفریح گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

”ایڈلفی میں تمہارا سامان ہو گا....!“ عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔

”میں نئے سرے سے زندگی شروع کرنا چاہتی ہوں.... پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا چاہتی۔!“

”اگر سب اسی طرح نئے سرے سے زندگی شروع کرنے لگے تو ہوٹل والے کنگال ہو جائیں۔!“

”کیا مطلب....؟“

”پیچھے مڑ کر نہیں دیکھیں گے تو ان کے واجبات کون ادا کرے گا۔!“

”تم اس کی فکر نہ کرو....!“

”ایسی ہی عورت کی تلاش تھی مجھے جو ہر طرف سے بے فکر کر دے۔!“

”مگر تم....!“

”مگر میں....؟“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

”تم پتہ نہیں کیسے آدمی ہو....!“

”میں تو فرشتہ ہوں.... آدمی کہہ کر میری توہین نہ کرو....!“

”واقعی تم فرشتہ ہی ہو....!“ وہ جلتے لہجے میں بولی۔

”ساحل پر پہنچ کر وہ سی سائیڈ ہون کی طرف روانہ ہو گئے....! یہاں شہر کے منچلے شب

بیداری کیا کرتے۔

انہوں نے بھی ایک میز سنبھال لی.... اور عمران ویٹر کو بلا کر آرڈر لکھوانے لگا۔

اتنے میں نہ جانے کدھر سے یو کاوا نازل ہو گیا اور کھڑے ہی کھڑے لڑی سے غصیلے لہجے میں بولا۔ ”ایک بار پھر تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں۔!“

”آج جون کی اٹھارہ تاریخ ہے۔“ لڑی نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔ ”میں چاہتی ہوں کہ یہ تاریخ بھی تمہارے لئے یادگار دن بن جائے.... آج ہی تو وہ بھی مری ہے۔!“

”تشریف رکھئے جناب....!“ عمران اٹھتا ہوا بڑے ادب سے بولا۔

”میں زندگی بھر تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ ورنہ اسے سمجھاؤ۔!“ یو کاوا نے اس کی باتیں جانب والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھاؤں....!“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں.... ہاں.... تم....!“

”ارے انہوں نے تو خود مجھے سمجھا سمجھا کر ادھر مرا کر دیا۔ اب مجھ میں رکھا ہی کیا ہے کہ تمہارا حکم بجالاؤں۔!“

”نہیں مذاق میں اڑانے کی کوشش نہ کرو۔!“

”مسٹر میں سنجیدہ ہوں... اور ڈرتا ہوں کہ کہیں اب مجھ پر رنجیدگی کا بھی دورہ نہ پڑ جائے۔!“

”تم خاموش بیٹھو....!“ لڑی نے اس طرح کہا جیسے کوئی ماں اپنے بیوقوف بچے کو بہت زیادہ

بکواس کرنے سے روکتی ہے۔!

اور عمران نے بھی اسی طرح سختی سے ہونٹ سمجھنے لے جیسے بڑا سعادت مند ہو۔

”تم اب تک اسی کے لئے توجہ دے رہے ہو۔!“ لڑی نے یو کاوا سے کہا۔ ”اب وہ مر گئی تو میرے لئے کیوں بے چین ہو۔!“

”اس کی بات اب نہ کرو....!“ یو کاوا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”کچھ بھی ہو.... میری واپسی ممکن نہیں....!“

”میں بہت خطرناک ہو جاؤں گا لڑی....!“ یو کاوا نے سخت لہجے میں کہا۔

”تم نے جس آدمی کو شکست دی تھی پہلے میں اس کی سیکریٹری تھی۔ اس کی شکست کے بعد میں

تمہارے پاس آگئی تھی اب تم نے اس سے شکست کھائی ہے لہذا مجھے اس کے پاس ہونا چاہئے۔!“

”اگر یہی بات ہے تو میں مسٹر یو کاوا سے شکست کھانے کو تیار ہوں۔!“ عمران بول پڑا۔

”میں نے کہا تھا کہ تم خاموش رہو....!“ وہ اس طرف دیکھ کر غرائی۔

”میں نے اس سے شکست نہیں کھائی۔!“ یو کاوا آنکھیں نکال کر بولا۔ ”جب مجھے محسوس ہوا کہ اس کے سلسلے میں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی تو میں نے معاملہ رفع کرنے کی کوشش کی۔ تم اسے شکست نہیں کہہ سکتیں۔!“

”مسٹر یو کاوا....! میری واپسی ناممکن ہے۔!“

اتنے میں ویٹر طلب کی ہوئی چیزیں لا کر میز پر لگانے لگا۔

”آپ کیا کھائیں گے مسٹر یو کاوا۔!“ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

”کچھ نہیں....! شکریہ....!“ وہ غرایا۔

”مجھ سے کیوں خفا ہو گئے.... میں بالکل بے قصور ہوں۔!“

”پتہ نہیں تم کون ہو.... اور کہاں سے آکو دے۔!“

”میرا نام علی عمران ہے اور کو دنا پھاندا میری ہوئی.... لیکن یہ رنگ ٹرائی زبردستی گلے پڑی ہے۔! مجھے خدا معاف کرے۔!“

”اچھا تو میں اسے زبردستی لے جاؤں گا۔!“

”یہ ناممکن ہے مسٹر یو کاوا.... لفظ زبردستی میرا موڈ خراب کر دیتا ہے۔ لہذا اب تو وہی ہو گا

جو یہ رنگ ٹرائی چاہے گی.... میں نے اسے نہیں جیتا بلکہ اس نے مجھے جیت لیا ہے۔!“

”فیما مطلب؟“

”اب یہ اگر مجھے چھوڑنا بھی چاہے تو ایسا نہیں کر سکتی۔!“

”تم کیا کرو گے....؟“ یو کاوا نے پھر نتھنے پھلائے۔

”چھوڑنے کی کوشش کر کے دیکھ لے.... پتہ چل جائے گا۔!“

”تم دھمکی دے رہے ہو....!“

”دھمکی دینا میرے نزدیک کمینہ پن ہے.... میں اظہار حقیقت کر رہا تھا۔!“

”تو اب تم اسے نہیں چھوڑو گے۔!“



”نہیں مسٹر یو کاوا.....!“ عمران سر ہلا کر مغموم لہجے میں بولا۔ ”یہ میری زندگی میں بالکل پہلی لڑکی ہے۔!“

لیکن تم تو اپنی دوسری بیویوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔!“ لڑی نے کہا۔  
”محض امتحان تھا تمہارا..... میں دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ لگاؤ کتنا مضبوط ہے۔!“  
”تم کسی اندھے کنوئیں میں گرنے والی ہو..... سمجھیں.....!“ یو کاوا نے لڑی کو گھورتے ہوئے کہا۔

عمران اور لڑی نے کھانا شروع کر دیا تھا کوئی کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے سر اٹھا کر کہا۔ ”مسٹر یو کاوا کیا تم کافی پیٹنا پسند کرو گے۔!“  
”نہیں.....!“ وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

”تو پھر چلتے پھرتے نظر آؤ.....!“

”اچھی بات ہے.....!“ یو کاوا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔!“  
”ٹانا.....!“ عمران نے کہا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

لڑی کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔ اس نے کہا۔ ”تم نے بہت اچھا کیا مجھے تم پر غصہ آ رہا تھا کہ خواہ مخواہ گفتگو کو طول دے رہے ہو۔ ارے گریبان پکڑ کر اٹھا دینا تھا۔!“  
عمران کچھ نہ بولا۔ کھانے کے بعد کافی طلب کی گئی۔ عمران کے چہرے پر فکر مندی کے آثار پائے جاتے تھے۔

”تم خاموش کیوں ہو..... کیا سوچ رہے ہو.....!“ لڑی نے کچھ دیر بعد کہا۔  
”میں..... میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ تمہیں سچی بات بتا دوں۔!“

وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

عمران کی آنکھیں اب بھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں اور وہ خلا میں گھورے جا رہا تھا۔  
کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”وہ مجھے اچھی لگتی تھی۔ اس لئے جہاں کہیں بھی دکھائی دیتی اس کا تعاقب شروع کر دیتا۔ ایک دن میں نے محسوس کیا کہ اس میں دلچسپی لینے والے دو آدمی اور بھی ہیں وہ بھی اس کا تعاقب کرتے تھے۔ صورت سے اچھے آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ میں نے سوچا کہیں یہ لڑکی کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں لہذا باقاعدہ طور پر میں لڑکی کی نگرانی کرنے لگا تھا۔!“

”میں کہتی ہوں جہنم میں جھونکواس لڑکی کو..... اب تم میرے علاوہ اور کسی لڑکی کے بارے میں نہیں سوچو گے۔!“

”بہت اچھا.....!“ عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

ویٹر کو بل کی رقم ادا کر دینے کے بعد بھی وہ وہیں بیٹھے رہے۔!

”کیا سچ رات یہیں گزرے گی.....!“ لڑی بولی۔

”مجھے کوئی اعتراض نہیں.....!“

”سچ بتاؤ..... کیا وہ مکان تمہارا نہیں تھا.....؟“

”ہرگز نہیں..... لیکن مجھے علم میں تھا کہ وہ عرصہ سے خالی ہے۔!“

”تو کیا تم لقب زن ہو۔ چور ہو.....!“

”جو چاہو سمجھ لو..... نواب زادوں کی سی زندگی بسر کرنے کے لئے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔!“

”پولیس تو رہتی ہو گی تمہارے پیچھے۔!“

”کبھی آگے رہتی ہے اور کبھی پیچھے۔!“

”کیا مطلب.....؟“

”مطلب خود بھی نہیں معلوم.....!“

”اب شاید تمہیں نیند آرہی ہے دماغ قابو میں نہیں۔“ وہ چڑھانے کے سے انداز میں ہنسی۔

”نیند..... نیند..... چلو اٹھو..... میں کہیں تمہارے سونے کا انتظام کروں۔!“ عمران

نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔!



صدر بے خبر سو رہا تھا..... گھنٹی کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ کوئی مسلسل کال بل کا بٹن دبائے جا رہا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ عمران ہی ہو سکتا تھا کیونکہ وہ رہ کر بٹن دبانے کا یہ مخصوص انداز اسی کا تھا۔

اس نے بڑی جلدی میں سلپنگ گاؤن پہنا اور صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کا خیال درست تھا..... دروازہ کھلتے ہی عمران مسمی صورت بنائے دکھائی دیا۔

”فرمائیے.....!“ صدر دانت پر دانت جما کر بولا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور دردناک آواز میں گنگنایا۔ ”شکریہ! اے یار تیرا شکریہ۔“

”تو اندر تشریف لائیے نا....!“ صفدر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

اندر آکر عمران بیٹھ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ صفدر سے کچھ سننا چاہتا ہو۔

ادھر صفدر کی جھنجھلاہٹ اس کی خاموشی سے اور بڑھ رہی تھی۔

”ڈھائی بجے ہیں....!“ صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔

”اچھا....!“ عمران نے حیرت سے کہا اور پھر اپنی گھڑی دیکھ کر بولا۔ ”ٹھیک چل رہی ہے۔“

”اوہو.... تو کیا گھڑی ملانے آئے تھے۔“

”نہیں... شکوہ کرنے.. کیا ضرورت تھی بیچ میں کود پڑنے کی۔ مجھے مر جانے ہی دیا ہوتا۔!“

”آخر ہوا کیا....؟“

”کلوروفارم سنگھا کر نکل بھاگا ہوں۔ پانچ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دماغ چالے جا رہی تھی۔“

”آخر وہ ہے کون....؟“

”اے یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو....!“ عمران آنکھیں نکال کر دھاڑا۔

”بس ختم کیجئے.... اور دے سر پھٹا جا رہا ہے۔!“

”یہاں بھیج دوں....!“ عمران نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

صفدر بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔ اُن سے تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا۔

”میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے....!“ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

”اور وہ لڑکی جو مر گئی۔“

”وہ بھی میرے لئے انجینی تھی۔! دراصل مجھ سے پہلے دو آدمی اور بھی اُس کا تعاقب کرتے تھے۔! تمہارے چیف نے ایک دن شائد ان دونوں کی گفتگو سن پائی۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ لڑکی کو کس طرح گنا چاہئے۔ شائد وہ لوگ پہلے سے بھی اسے گرانے کی تدبیر کر چکے تھے۔ لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ آخر ان سبھوں کی نگرانی میرے مقدر میں آئی۔ اسی دوران میں اس چلائی ہو کاوا پر بھی نظر پڑی کیونکہ ان دونوں آدمیوں کو اسی سے ہدایات ملتی تھیں۔!“

”میں اس لڑکی کی موت کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔!“

”ہوں....!“ عمران نے طویل سانس لی چند لمبے خاموش رہا۔ پھر بولا۔ ”تمہارے چیف کی

ایت پر میں نے اسے گرانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن یقین کرو.... اگر یہ معلوم ہوتا کہ گرتے مر جائے گی تو۔!“

”میرا خیال ہے کہ چیف بھی اس کی موت کا خواہاں نہیں تھا۔!“ صفدر جلدی سے بولا۔

”کچھ پتہ نہیں.... اس کے آگے بلیک آؤٹ ہے۔!“

”اور اب یہ لڑکی آپ کے گلے پڑی ہے۔!“ صفدر مسکرایا۔

”کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔!“

”یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔!“

”فی الحال.... اتنا پلے پڑا ہے کہ وہ اس لڑکی کو کیوں گرانے چاہتے تھے۔!“

”آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اس کو مار ڈالنے ہی کے لئے گرانے چاہتے تھے۔!“

”میرا یہی خیال ہے۔!“

”یو کاوا کون ہے....؟“

”انجینئر.... ایک فیکٹری میں مشین لگوا رہا ہے.... اسی کمپنی کی طرف سے آیا ہے جس سے مشینیں خریدی گئی ہیں۔!“

”تو پھر اب آپ کیا کریں گے۔!“

”میاں میں خود کچھ نہیں کرتا.... رپورٹ دے دی ہے۔ تمہارے چیف کو لال.... لیکن یہ لڑکی کس کی خدمت میں پیش کی جائے۔!“

”آپ اُسے کہاں سلا آئے ہیں۔!“

”یونٹ نمبر چھ میں....!“

”میری رائے ہے کہ اب آپ ادھر پلٹ کر ہی نہ جائیے۔!“

”کوئے دے گی۔!“

”کیا فرق پڑتا ہے۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹھنڈی سانس لی اور اٹھ کر کھڑکی کے قریب گیا

باہر اندھیرے میں کچھ دیکھتا رہا پھر پلٹ آیا۔

”میں دراصل اس وقت ان کو تمہارا گھر دکھانا چاہتا تھا۔!“ اس نے صفدر کی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے کہا۔  
 ”کن کی بات کر رہے ہو....!“  
 ”جب سے لڑکی سر پڑی ہے.... برابر تعاقب ہو رہا ہے۔!“  
 دفعتاً کسی نے بہت زور زور سے دروازہ پینٹا شروع کر دیا۔  
 ”یہ کون احمق ہے!“ عمران دیدے نچا کر بولا۔ ”اندھا نہ کیا.... کال بل کا سوچ نہیں دکھائی دیتا۔!“  
 صفدر اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا اور تیزی سے چلتا ہوا صدر دروازے تک پہنچا....  
 دروازہ پینٹنے کا سلسلہ اب بھی جاری تھا۔  
 ”کون ہے....؟“ صفدر نے اونچی آواز میں پوچھا۔  
 ”دروازہ کھولو....!“ باہر سے جھلائی ہوئی نسوانی آواز آئی۔  
 صفدر نے طویل سانس لی اور دروازہ کھولنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران کے سر پڑنے والی لڑکی ہی ہوگی۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی نئی صورت دکھائی دی۔ اس نے شوخ رنگ کی لپ اسٹک لگا رکھی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور کسی قدر نشے میں بھی معلوم ہوتی تھی۔  
 ”کہاں ہے وہ....؟“ اجنبی عورت چیختی۔ ”اسے باہر نکالو.... اور تم.... اور تم سب سو رہو۔!“  
 ”میں نہیں سمجھا آپ کیا کہہ رہی ہیں۔!“  
 ”تم ہٹو سامنے سے.... میں خود ہی اسے کھینچتی ہوئی لے جاؤں گی۔!“  
 ”میں نہیں جانتا آپ کون ہیں....!“ صفدر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ اسے کسی قدر غصہ بھی آگیا تھا۔ غصے کی بات بھی تھی وہ اس طرح شور مچا رہی تھی کہ پڑوسیوں کی نیند بھی اچٹ جاتی۔  
 ”میں پوچھ رہی ہوں.... عمران کہاں ہے۔!“ وہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے چیختی۔  
 اور پھر صفدر کو عمران بھی دکھائی دیا۔ چپ چاپ سر جھکائے کھڑا تھا۔  
 عورت اس کی طرف جھٹی اور اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہنے لگی۔ ”میری زندگی برباد کر کے اب چھپتے پھر رہے ہو....! میں تمہارا خون کر دوں گی۔!“  
 ”ارے باپ رے....!“  
 ”چلو میرے ساتھ....!“ اس نے اس کا گریبان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

”اے.... تم بھی ساتھ چلو۔!“ عمران صفدر کی طرف دیکھ کر گھکھکیا ”مجھے ڈر لگ رہا ہے۔!“  
 ”پوری فوج لے چلو.... لیکن میں آج فیصلہ کر کے رہوں گی۔!“  
 دفعتاً صفدر ان کی راہ میں حائل ہوتا ہوا بولا۔ ”جب تک یہ معاملہ میری سمجھ میں نہ آجائے آپ لوگ باہر قدم نہیں نکال سکتے۔!“  
 عورت نے عمران کا گریبان چھوڑ دیا اور صفدر کو خون خوار نظروں سے گھورنے لگی۔  
 ”دیکھو تم نہ ڈر جانا....!“ عمران خوف زدہ لہجے میں بولا۔  
 ”اے مجھ سے شادی کرنی ہی پڑے گی۔!“ دفعتاً عورت حلق پھاڑ کر چیختی۔  
 اتنے میں عمران نے صفدر کو اشارہ کیا کہ وہ خود نکل بھاگنا چاہتا ہے۔  
 ”آپ مجھے پوری بات تو بتائیے!“ صفدر نرم لہجے میں بولا۔ ”شائد میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔!“  
 اچانک عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوڑتا چلا گیا۔ اس کے بعد تو صفدر نے عورت کا راستہ روک ہی لیا تھا۔ وہ چیختی رہی۔  
 ”آپ صبر سے کام لیں محترمہ....!“ صفدر بولا۔ ”مجھے ساری بات بتائیے.... میں یقیناً آپ کی مدد کروں گا۔ وعدہ کرتا ہوں۔!“  
 ”مجھے جانے دو....!“  
 ”جھگڑے کی وجہ معلوم کئے بغیر یہ ناممکن ہے۔!“ صفدر کے لہجے میں نرمی بدستور قائم رہی۔  
 ”اچھی بات ہے....!“ دفعتاً عورت بھی ڈھیلی پڑ گئی۔  
 ”میرے ساتھ تشریف لائیے۔!“  
 صفدر ادب و احترام کا مظاہرہ کرتا ہوا اس کو ڈرائیگ روم میں لایا۔  
 دونوں بیٹھ گئے.... اور عورت نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”مجھے کافی پلاؤ....!“  
 ”فی الحال تو میں اس قسم کی کوئی خدمت نہ کر سکوں گا کیونکہ باہر کھانا پیتا ہوں۔ میرے پاس کوئی ملازم بھی نہیں۔!“  
 ”غیر شادی شدہ ہو....!“  
 ”جی ہاں....!“  
 ”شادی کیوں نہیں کر لیتے۔!“

”ابھی مالی حالت اتنی مستحکم نہیں ہوئی۔“

”کسی مال دار عورت سے کرلو۔۔۔!“

”آج تک کوئی ملی ہی نہیں۔!“

”میں تمہیں اچھے حلقوں میں متعارف کرا سکتی ہوں۔!“

”دراصل مجھے دلچسپی ہی نہیں۔۔۔ لیکن یہ کس قسم کی باتیں چھڑ گئیں۔ میں تو آپ کی کہانی

سننا چاہتا ہوں۔!“

”میری کہانی یہ ہے کہ تم بالکل گدھے ہو۔۔۔۔۔!“ وہ ہنس پڑی۔

اور صفدر بے ساختہ چونک پڑا کیونکہ یہ ہنسی تو جولیا ناٹشر واٹر کی تھی۔

”تم۔۔۔۔۔!“

”ہاں میں۔۔۔۔۔ اب مجھے اپنی اس صلاحیت پر مغرور ہو جانا چاہئے۔ تم بھی نہ پہچان سکے۔!“

”کمال کا میک اپ ہے۔!“

”اب پلوادو کافی۔!“

”ہاں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ لیکن یہ سب کیا تھا۔۔۔۔۔!“

”مجھے ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی کہ تمہارے گھر پہنچ کر عمران کے سلسلے میں اس

قسم کا جھگڑا اٹھا دوں۔!“

”کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔۔!“ صفدر اپنی گدی سہلاتا ہوا بولا۔

”تم مجھے صرف اس لڑکی کے بارے میں بتا دو جو زینے سے گر کر مر گئی۔!“

”میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ ہمارے چیف ہی کے حکم پر ہوا تھا۔ عمران کا یہی

بیان ہے۔!“

”یعنی ایکس ٹو کی ہدایت پر وہ زینے سے گرائی گئی تھی۔!“

”بالکل۔!“

”جہنم میں ڈالو۔۔۔۔۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔! مجھے فوراً کافی چاہئے۔!“

”صفدر اٹھا اور کچن میں آکر کافی کے لئے پانی رکھنے لگا۔ دفعتاً اس نے محسوس کیا جیسے فون کی گھنٹی

بج رہی ہو۔ تیزی سے خواب گاہ میں پہنچا۔ ریسیور اٹھایا اور دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز سنی۔

”لیس سر۔۔۔۔۔!“

”کیا جولیا چلی گئی۔۔۔۔۔؟“

”نہیں جناب۔۔۔۔۔ ابھی یہیں ہے۔!“

”اس سے کہو کہ جس طرح چیختی چلاتی وہاں پہنچی تھی اسی انداز میں فوراً رخصت ہو جائے۔!“

”بہت بہتر جناب۔۔۔۔۔!“

اور پھر سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ ڈرائیونگ روم میں جولیا کافی کی منتظر تھی۔

”مجھے افسوس ہے فٹنر واٹر تم کافی نہ پی سکو گی۔!“ صفدر نے اس سے کہا۔

”کیوں۔۔۔۔۔؟“

اس نے اسے ایکس ٹو کی کال کے بارے میں بتایا اور وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ ”یہ شخص غالباً ہر وقت جاگتا رہتا ہے۔!“

”بے خوابی کا مریض معلوم ہوتا ہے۔!“ صفدر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”وہ تو ہم سب ہو جائیں گے کسی دن۔!“ جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور اٹھ گئی۔

اس کے بعد وہ پہلے ہی کے سے انداز میں شور مچاتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی تھی۔



یو کاوا کی گاڑی ایک طویل و عریض عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور پورچ میں جا رکی۔

گاڑی سے اتر کر وہ عمارت کے صدر دروازے سے گذر تا ہوا ایک کمرے میں پہنچا اور فون کا

ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں بولا۔ ”اٹ از یو کاوا سر۔۔۔۔۔!“

”لیس۔۔۔۔۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی یہی بتاتی ہے کہ اس کا دل پھٹ گیا تھا۔!“

”کاش تم میں سے کوئی اسے گرتے دیکھ سکا ہوتا۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”میں گرے وقت کی صحیح پوزیشن معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!“

”پوزیشن جناب۔۔۔۔۔؟ میں نہیں سمجھا۔۔۔۔۔!“

”وہ کسی پہلو پر گری تھی یا پیٹ کے بل۔۔۔۔۔؟“

”اس کا پتہ لگنا دشوار ہے جناب.....!“

”خیر اب دوسرے کیس پر بخوبی نظر رکھنا!“

”بہت بہتر ہے جناب.....!“

”ہاں..... اس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے!“

”جناب وہ مجھے صرف ایک اوباش آدمی معلوم ہوتا ہے! پچھلی رات وہ اپنے دوست کے گھر گیا تھا۔ وہاں ایک عورت بھی آنچنی وہ دراصل اسی کی تلاش میں تھی اور غصے سے پاگل نظر آرہی تھی!“

”تو پھر ہمیں اس سے کیا.....“ دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

”مطلب یہ کہ وہ اس سے شادی کرنے پر مصر تھی اور وہ نکل بھاگا تھا میں دراصل اس واقعے سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اُسے لڑکیوں کے چکر میں رہنے کی عادت ہے!“

”پھر اس نے گیارہ نومبر کا حوالہ کیوں دیا تھا.....؟“

”لڑی نے رپورٹ دی ہے کہ وہ ہمارے دو آدمیوں کو روزی کے بارے میں گفتگو کرتے سن ہی کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے ان کی زبان سے گیارہ نومبر کے متعلق بھی کچھ سن پایا ہو!“

”کچھ بھی ہو.....! میں کسی قسم کا ہنگامہ نہیں چاہتا۔ مجھے سکون سے اپنا کام کرنا ہے!“

”آپ مطمئن رہیں جناب.....!“ یو کاوا بولا۔ ”سارے کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوں گے!“

”بس محتاط رہو.....!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ایک بار پھر اس کی گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی کچھ دیر بعد ایک ٹیلی فون بوتھ کے قریب رکا۔ اس میں داخل ہو کر کسی کے نمبر ڈائل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔

”ہیلو..... کون ہے..... اچھا دیکھو..... میں سکس تھرٹین کے پاس ملوں گا۔! ٹھیک دس

منٹ بعد۔ تمہیں وہاں موجود رہنا چاہئے۔!“

کال ڈسکنٹ کر کے وہ پھر گاڑی میں آ بیٹھا اور شہر کے اس علاقے میں جہاں اسٹریٹ اور تھرٹین تھ اسٹریٹ کا سنگم تھا پہنچ کر ایک جگہ گاڑی پارک کر دی۔

بار بار گھڑی دیکھے جارہا تھا۔ پھر ایک نیلے رنگ کی اسپورٹ کار بھی اسی کے قریب آرکی اس

پر سے اسی کا ایک ہموطن اتر کر آگے بڑھا۔

”مجھے دیر تو نہیں ہوئی۔!“ اس نے یو کاوا سے پوچھا۔

”نہیں ٹھیک ہے.....! اور غالباً ہم وہیں پہنچے ہیں جہاں پہنچنا چاہئے تھا۔!“

”عمارت تو یہی ہے۔!“ وہ سامنے والی عمارت کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ ”لیکن یقین کے

ساتھ فلیٹ کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔!“

”پھر کیا صورت ہوگی.....!“ یو کاوا نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

”ٹھیک پانچ منٹ بعد میں ایک مخصوص اشارہ کروں گا۔!“ دوسرے آدمی نے گھڑی پر نظر

ڈالتے ہوئے کہا۔ ”اس کے بعد اگر اشارے کا جواب ملا تو اس کی موجودگی ظاہر ہو جائے گی ورنہ

پھر دوسرے احکامات کا منتظر رہنا پڑے گا۔!“

یو کاوا نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”اتنی دیر میں

ہم ایک سگریٹ ختم کر سکتے ہیں۔!“

دوسرے آدمی نے سگریٹ لے کر سلگایا اور گھڑی پر نظر جمائے رہا۔

”ٹھیک پانچ منٹ بعد اس نے انگڑائی لیتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے کراس بنایا اور سامنے والی

عمارت کی ایک کھڑکی سے بڑے بالوں والے چھوٹے سے سفید کتے نے سڑک پر چھلانگ لگائی اور

اپنے منہ میں دبے ہوئے کاغذ کے ایک ٹکڑے کو ان کے قریب گراتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔

یو کاوا نے جھک کر وہ کارڈ اٹھالیا تھا دوسرا آدمی بھی اس کے قریب آگیا۔ کارڈ پر تحریر تھا۔

”گیارہ نومبر.....!“

”میرا کام ختم ہو گیا..... اب تم جانو.....!“ دوسرے آدمی نے کہا اور اپنی اسپورٹ کار میں

بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

یو کاوا کارڈ لئے کھڑا رہا۔ جب اسپورٹ کار اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو آہستہ

آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک فلیٹ کے بند دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دروازہ کھلا سامنے ایک

ادھیڑ عمر کا آدمی کھڑا نظر آیا۔

یو کاوا نے وہی کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا جو سڑک پر کتے کے منہ سے گرا تھا۔!

میں مددگار ثابت ہوتا۔

برآمدے میں پہنچ کر اس نے کال بل کا بٹن دبایا۔ دباتا ہی رہا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ دو منٹ گزر گئے۔ پھر اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ وہ آگے بڑھتا گیا۔ عمارت میں اس کے قدموں کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں تھی۔ سارے کمرے خالی نظر آئے۔۔۔۔۔! کچن میں آیا اس کی حالت سے معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے عرصہ سے استعمال نہ کیا گیا ہو۔

ایک بار پھر وہ کمرے میں آیا اور جیسے ہی ایک ہاتھ روم کا دروازہ کھولا جہاں کھڑا تھا کھڑا رہ گیا۔ یو کاوا زمین پر چپٹ پڑا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کی گردن کٹی ہوئی تھی! عمران بہت احتیاط سے آگے بڑھا۔۔۔۔۔ لاش کے سر کے قریب ایک کارڈ پڑا نظر آیا جس پر ”گیارہ نومبر“ تحریر تھا۔

اُس نے جیب سے اپنی کیمرہ نکالا اور لاش کی تصویریں کئی زاویوں سے کھینچیں۔ پھر سارے کمروں کے دروازوں کے ہینڈل صاف کرنا پھر۔

تھوڑی دیر بعد اس کا اسکوٹر شہر کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

صفر اور وہ ساتھ ہی چلے تھے۔۔۔۔۔ صفر اپنی گاڑی میں تھا۔

اور عمران نے اسکوٹر سنبھالا تھا۔ پھر اس جگہ سے دونوں کی راہیں الگ ہو گئی تھیں۔ جہاں سے یو کاوا کا پہلا سا تھری رخصت ہوا تھا۔

صفر نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور عمران یو کاوا کا تعاقب کرتا ہوا موڈل کالونی کی اس عمارت تک جا پہنچا تھا اور پھر اس کا تعاقب کا اختتام یو کاوا کے قتل پر ہوا۔

شہر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے ایک پبلک ٹیلی فون پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا۔ جولیا نے کال ریسیو کی تھی۔

عمران نے ایکس ٹو کی آواز میں کہا۔ ”موڈل کالونی کی تیسری سڑک پر کوٹھی نمبر سات میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ پولیس کو اطلاع دے دو۔۔۔۔۔ اور پولیس کی تفتیش سے آگاہ رہو۔ میں کسی وقت رپورٹ طلب کر لوں گا۔“

”بہت بہتر جناب۔۔۔۔۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

”اندر آ جاؤ۔۔۔۔۔!“ اجنبی نے کہا۔ یہ کسی مغربی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔ یو کاوا کمرے میں داخل ہوا۔ اجنبی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”بیٹھ جاؤ۔“ پھر وہ اُسے وہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ یو کاوا نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور ہلکے ہلکے کش لیتا رہا۔

تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد اجنبی پھر واپس آیا۔۔۔۔۔ اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ غالباً کہیں اور جانے کی تیاری تھی۔

”چلو۔۔۔۔۔!“ اس نے یو کاوا سے کہا اور یو کاوا چپ چاپ اٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد یو کاوا اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور اجنبی اس کے برابر بیٹھا ہوا اُسے راستوں کے متعلق ہدایات دے رہا تھا۔

شہر کی مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے وہ موڈل کالونی میں داخل ہوئے۔



عمران اس وقت میک اپ میں تھا۔ صبح ہی سے یو کاوا کے تعاقب میں رہا تھا۔ اب اس نے اس کو اس سفید فام آدمی کے ساتھ موڈل کالونی کی ایک عمارت میں داخل ہوتے دیکھا۔

اس نے اپنا اسکوٹر عمارت کے سامنے سڑک کی دوسری جانب روک دیا۔

یو کاوا نے بھی اپنی گاڑی سڑک ہی پر چھوڑ دی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ ان کی واپسی کا منتظر رہا۔ لیکن وہ عمارت سے برآمد نہ ہوئے۔

یو کاوا کی گاڑی اب بھی سڑک ہی پر موجود تھی۔

عمران اس عرصے میں اپنے اسکوٹر سے اس طرح الجھتا رہا تھا جیسے اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو! پورے ڈیڑھ گھنٹے بعد یو کاوا کا سفید فام سا تھری عمارت سے برآمد ہوا اور یو کاوا کی گاڑی میں

بیٹھ کر فرو چکر ہو گیا۔ عمران نے اس کے اس انداز میں کوئی خاص بات محسوس کی تھی۔

وہ اسی حیض بیض میں رہا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے اور گاڑی اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اُسے اُس کے پیچھے نہ جانا چاہئے اُس نے سیٹ کے نیچے سے چرمی

بیگ نکالا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

بیگ میں ایک انشورنس کمپنی کا لٹریچر تھا جو عمارت کے مینوں سے تعارف حاصل کرنے

یو کاوا کی رہائش گاہ کا علم اُسے نہیں تھا۔ آج بس یونہی ایک جگہ مڈ بھیڑ ہوئی تھی اور اس نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ویسے نکلا تھا اُسی کی تلاش میں۔

پھر جب وہ ٹپ ٹاپ میں ناشتہ کرنے لگا تھا تو عمران نے فون کر کے صفدر کو بھی وہیں طلب کر لیا تھا۔ ایسا نہ کرتا تو اس وقت شاید وہ افسوس کر رہا ہوتا کیونکہ یو کاوا کے بعد پھر ان میں کوئی آدمی نظر میں نہ رہتا۔ صفدر کی موجودگی کی بناء پر کم از کم وہ اس کے ساتھی کا تعاقب تو کراہی سکا تھا۔

آج تین عمارتیں بھی علم میں آئی تھیں۔ پہلی وہ عمارت جہاں یو کاوا تنہا گیا تھا دوسری وہ جہاں سے ایک سفید فام غیر ملکی اس کے ساتھ ہوا تھا اور تیسری وہ جہاں اس کی لاش پائی گئی تھی۔ واپسی پر عمران نے سب سے پہلے اس عمارت کا رخ کیا جس کی ایک کھڑکی سے کتا کودا تھا۔۔۔۔۔

لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ سفید فام غیر ملکی پھر وہیں واپس گیا ہو بہر حال اسے تو دیکھنا ہی تھا۔ فلیٹ کے دروازے پر دستک دیتے وقت بھی اسے پوری طرح یقین نہیں تھا کہ وہاں کوئی موجود ہو گا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

کسی نے دروازہ کھولا اور عمران بھونچکا رہ گیا۔ یہ لڑی تھی۔ لیکن اُس نے تو اسے کہیں اور چھوڑا تھا۔ چلتے وقت لڑی نے اس سے کہا تھا کہ وہ وہیں اُس کا انتظار کرے گی اور تنہا باہر نہیں جائے گی۔

”تم کون ہو۔۔۔۔۔ اور کیا چاہتے ہو۔“ اُس نے عمران سے درشت لہجے میں پوچھا۔

”میں پر اپنی ٹیکویشن آفس سے آیا ہوں۔“ عمران بولا۔

”تو پھر مالک مکان کے پاس جاؤ۔۔۔۔۔ ہم تو کرایہ دار ہیں۔“

”آپ اس فلیٹ کا کتنا کرایہ ادا کرتی ہیں۔“

”مجھے علم نہیں۔۔۔۔۔“ وہ گڑبڑا کر بولی۔ ”میں دراصل صاحب خانہ کی مہمان ہوں اور صاحب خانہ اس وقت موجود نہیں۔“

”صاحب خانہ کا نام تو جانتی ہی ہوں گی۔“

”ان کا نام ہمفرے کولائی ہے۔“

”کیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔؟“

”کسی فرم کے منیجر ہیں شاید۔۔۔۔۔“

”کیا آپ اندازاً بھی اس فلیٹ کا کرایہ نہ بتا سکیں گے۔“

”جی نہیں۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔“

”بات دراصل یہ ہے کہ غیر ملکیتوں سے یہ لوگ زیادہ کرایہ وصول کرنے لگے ہیں اور یہ ہماری حکومت کو پسند نہیں۔“

”آپ کے آفس میں آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔“

”براہ کرم پتہ نوٹ فرمائیے۔“

عمران ٹیکویشن آفس کا پتہ اُسے لکھوا کر پھر سڑک پر واپس چلا آیا۔

اُسے اُس غیر ملکی کا انتظار تھا جو موڈل کالونی والی عمارت سے یو کاوا کی گاڑی میں فراز ہوا تھا۔ ممکن ہے اسی کا نام ہمفرے کولائی رہا ہو۔ لیکن یہ لڑکی لڑی؟ یہ تو یو کاوا کے ساتھ تھی! اور اب یو کاوا کے قاتل کے فلیٹ میں نظر آرہی ہے۔

اسے بہر حال وہیں رک کر لڑی کے متعلق بھی معلومات فراہم کرنی تھیں۔ آدھے گھنٹے تک وہ اسی سڑک پر وقت گزاری کرتا رہا۔ آخر کار وہ سفید فام بھی دکھائی دیا لیکن گاڑی یو کاوا والی نہیں تھی! گاڑی چھوڑ کر وہ فلیٹ میں چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک وزنی سائیک اٹھائے ہوئے پھر واپس آیا۔۔۔۔۔ لڑی اس کے ساتھ تھی۔۔۔۔۔ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے۔

کار چل پڑی اور عمران کو میک اپ پر بھی ریڈی میک اپ چڑھانا پڑا۔ وہی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھوں والا میک اپ جو ہر وقت بیگ میں پڑا رہتا تھا۔ اگر فلیٹ میں لڑی سے ملاقات نہ ہوئی ہوتی تو پھر اس کی ضرورت نہیں پیش آتی۔

تعاقب جاری رہا۔ کچھ دیر بعد اگلی گاڑی کیفے ارغنون کے سامنے رکی! غالباً وہ وہاں لہجہ کرنا چاہتے تھے۔ ان کے ہال میں داخل ہو جانے کے بعد عمران نے بھی اسکوٹر سڑک کے کنارے فٹ پاتھ سے لگا کر کھڑا کر دیا تھا۔

ہال میں پہنچا تو اتفاقاً ان دونوں کے قریب ہی دو تین میزیں خالی نظر آئیں اور اس نے ان میں سے ایک اپنے لئے منتخب کر لی۔ یہاں سے وہ ان کی گفتگو بخوبی سن سکتا تھا۔

لڑی کہہ رہی تھی۔ ”میرا مشورہ ہے کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔“

”نہیں۔۔۔۔۔ اس طرح کھیل بگڑ جائے گا! تمہیں مجھ سے ملنا ہی نہیں چاہئے تھا۔ خیر اب یہاں سے سیدھی وہیں جانا جہاں مقیم ہو۔“

”پھر تم کہاں ملو گے۔“

”مجھے تم تھری نٹ فائیو سکس ٹورنگ کر سکتی ہو! کیا تمہاری موجودہ قیام گاہ میں فون بھی ہے۔“

”ہے۔۔۔۔۔! لیکن مجھے نمبر یاد نہیں! تم اپنے نمبر نوٹ کر کے مجھے دے دو میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گی۔“

اس نے اپنی نوٹ بک سے ایک ورق پھاڑ کر نمبر لکھے اور لڑی کو دیتا ہوا بولا۔ ”اب مجھے دیکھنا ہے کہ وہ لوگ تم سے رابطہ قائم کرتے ہیں یا بات صرف یو کاوا کی حد تک رہ جاتی ہے۔“

”میں زیادہ تر اس آدمی کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں جس پر یو کاوا نے مجھے مسلط کیا تھا۔“

”وہ کیسا آدمی ہے۔“

”کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔! کبھی بچوں کی سی باتیں کرنے لگتا ہے اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے

جیسے بہت زیادہ چالاک ہو۔“

”مجھے اس کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔“

لڑی عمران کی کہانی شروع کر دیتی ہے۔

”یو کاوا نے اُسے روزی کا تعاقب کرتے دیکھا تھا اور پھر وہ ایک دن ”گیارہ نومبر“ کا حوالہ بھی دے بیٹھا۔! اس سے اسے تشویش ہوئی اور اس نے اس کی اصلیت جاننی چاہی! مجھے اس کے پیچھے لگایا۔ خود اس کے ساتھ جلدی۔ بہر حال مقصد یہی تھا کہ میں اس کے بارے میں پوری طرح چھان بین کر کے یو کاوا کو رپورٹ دوں! لیکن اب میں کسے رپورٹ دوں گی۔ کیونکہ تمہارے بیان کے مطابق تو یو کاوا دوسری دنیا میں پہنچ چکا ہے۔“

”اگر کسی نے تم سے رپورٹ طلب کی تو میرے لئے بڑی آسانی ہو جائے گی۔ لیکن یو کاوا کے بعد ان کا اور کوئی آدمی فی الحال میری نظر میں نہیں ہے۔“

”لیکن یہ ہوا کیسے۔۔۔۔۔؟“

”پھر بتاؤں گا۔۔۔۔۔ تم جلدی سے لپچ کرو۔۔۔۔۔ اور یہاں سے ٹیکسی لے لینا۔ میں اب تمہارے

ساتھ باہر دیکھا جانا پسند نہ کروں گا۔ بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

لڑی کچھ نہ بولی۔ انہوں نے خاموشی سے کھانا کھایا۔۔۔۔۔ کافی پی اور پھر لڑی اُسے وہیں چھوڑ

کر باہر چلی گئی۔

عمران ہمفرے کولائی کے اٹھنے کا منتظر رہا۔ اس دوران میں وہ بھی کافی پیتا رہا تھا۔ لڑی کے رخصت ہو جانے کے بعد اس نے ویٹر سے بل طلب کرنے میں جلدی کی تھی! پتہ نہیں کب ہمفرے بھی اٹھ جائے اور وہ اس کا سراغ کھو بیٹھے۔!

ہمفرے اطمینان سے بیٹھا پاپ کے کش لیتا رہا۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی قسم کی الجھن یا بے چینی کا شکار ہے۔ اس کا چہرہ بالکل پُر سکون تھا۔ وہ معمر ضرور تھا لیکن آنکھوں سے ظاہر ہونے والی توانائی حیرت انگیز تھی اور قوی مضبوط معلوم ہوتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے پاپ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑی اور اٹھ گیا۔

عمران اس وقت اٹھ گیا تھا جب وہ اپنا پاپ خالی کر رہا تھا۔ پھر جب تک وہ اپنی گاڑی تک پہنچتا عمران سڑک پار کر کے اپنے اسکوٹر تک پہنچ چکا تھا۔

ایک بار پھر تعاقب شروع ہو گیا۔ لیکن اس بار سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ ہمفرے کولائی نے اسی عمارت کے سامنے گاڑی روک دی جہاں یو کاوا پہلے گیا تھا۔! وہ سوٹ کیس ہاتھ میں لٹکائے ہوئے گاڑی سے اتر اور عمارت میں داخل ہو گیا۔

عمران نے سر کو خفیف سی جنبش دی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔! اس کی دانست میں یہی ہمفرے کی منزل تھی۔

اسے پہلے ہی سے یقین تھا کہ خود اس کا تعاقب نہیں کیا گیا لہذا وہ یہاں سے سیدھا ایک ایسے ہوٹل میں پہنچا جہاں ایک کمرہ پہلے سے کرائے پر لے رکھا تھا۔

یہاں اس نے میک اپ واش کر کے لباس تبدیل کیا اور گھر کی طرف چل پڑا۔ لڑی کو فی الحال نہیں چھیڑنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس سے قبل صفدر سے رپورٹ لینی تھی!۔

فون پر اس کے نمبر ڈائل کئے۔ لیکن جواب نہ ملا۔۔۔۔۔ شاید وہ ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا۔ اب اس نے ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کئے۔ ساری کالیں جو لیا ہی ریسیو کرتی تھی۔ دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بحیثیت ایکس ٹو بولا۔

”صفدر کی کوئی کال آئی تھی۔!“

”نہیں جناب۔۔۔۔۔!“

”تھوڑے۔۔۔۔۔ تھوڑے وقفے سے اُسے فون کرتی رہو۔۔۔۔۔ جب ملے تو کہنا جو رپورٹ



عمران کو دینی تھی براہ راست مجھے دے۔“

”بہت بہتر جناب....!“

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور ایکس ٹو والے فون سے انچ ٹیپ ریکارڈر کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اُسکا سوچ آن کر کے کمرے سے باہر آ گیا۔ اب اسکی عدم موجودگی میں صفدر کی کال ریکارڈ ہو سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ پھر سڑک پر نظر آیا.... لیکن اس بار اُس نے اسکوٹر گیراج میں کھڑا کر کے گاڑی نکالی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس عمارت تک جا پہنچا جہاں لڑی کے قیام کا انتظام کیا تھا.... وہ موجود تھی۔ شب خوابی کے لباس پر اس نے ریشمی سلپنگ گاؤں پہن رکھا تھا۔

”تم کہاں تھے۔“ وہ اسے دیکھ کر اٹھلائی۔

”بس کیا بتاؤں.... کوئی ایسا فارمولا.... تلاش نہیں کر سکا۔“

”کیسا فارمولا....؟“

”یہی کہ تمہیں مذہب بھی تبدیل نہ کرنا پڑے اور شادی بھی ہو جائے۔“

”کیا مطلب....؟“

”شادی.... اور کیا مطلب....!“

”کس کی شادی....؟“

”تمہاری اور میری....!“ عمران نے شرما کر کہا اور بالکل چنچہ نظر آنے لگا۔

”یہ وہم کیسے پیدا ہوا کہ میں تم سے شادی کر لوں گی۔“

”تب تو پھر مشکل ہے۔“

”کیا مشکل ہے....؟“

”ہم مسلمان لوگ تو شادی کے بعد ہی محبت کر سکتے ہیں۔“

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی....!“

”مجبوری ہے.... تم فی الحال نا محرم ہو۔“

”یہ کیا ہوتا ہے۔“

”وہی ہوتا ہے کہ اس سے محبت نہیں کی جاسکتی! شادی کے بعد محرم ہو جاتا ہے۔“

”تم واقعی بالکل احمق معلوم ہوتے ہو.... میں نے تمہارے لٹریچر کے ترجمے پڑھے ہیں۔“

اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔“

”ناول پڑھے ہوں گے۔“

”ہاں....!“

”وہ سب غیر اسلامی ناول ہیں۔ اُن کے مصنفین جہنم میں جائیں گے کیونکہ پرانی بہو بیٹیوں کے پیچھے ہیر و لگا دیتے ہیں۔“

”میں نے انارکلی کا ترجمہ پڑھا تھا.... بڑا خوبصورت ڈرامہ ہے۔“

”کیا انجام ہوا تھا انارکلی کا یہ بھی یاد ہے....!“ عمران نے بچکانہ خوف و دہشت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

”تم مذہبی آدمی بھی نہیں معلوم ہوتے۔“

”کچھ بھی ہو.... میں شادی کے بغیر محبت نہیں کر سکتا۔“

”مت کرو....!“

”یعنی کہ.... یعنی کہ.... تو پھر....؟“ عمران نے احقانہ انداز میں آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

”تو پھر کچھ نہیں! تم نے یوگا داؤ شکست دے کر مجھے جیتا ہے۔“

”ارے تو جیت کر کیا اچار ڈالوں....!“

”اچار کیا....؟“

”مرے کا بھتیجا.... تمہیں اچار کیسے سمجھاؤں....! البتہ چکھا سکتا ہوں۔“

”تم بہت زیادہ تھکے ہوئے لگتے ہو آرام کرو....!“

”نہیں میں آرام نہیں کر سکتا۔“

”کیوں....؟“

”پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔“

”کس کا....؟“

”میں تم سے شادی کروں یا نہ کروں۔“

”شادی فضول چیز ہے۔“

”پھر محبت کیسے کر سکوں گا!“

”کیا محبت ضروری ہے!“

”ناولوں میں یہی پڑھا ہے میں نے کہ جب دو آدمی ملتے ہیں تو محبت ہو جاتی ہے!“

”تمہارا کیا بگڑے گا۔ ہو جانے دو!“ وہ شرارت آمیز انداز میں مسکرائی۔

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ سنجیدگی اختیار کرتی ہوئی بولی۔ ”مجھے حیرت ہے!“

”کس بات پر.....!“

”سارا دن گزر گیا لیکن تمہاری ایک بھی فون کال نہیں آئی!“

”کس کی آتی.....؟ میرا بس وہی ایک دوست ہے جس سے تم بھی واقف ہو!“

”اور کسی سے دوستی نہیں!“

”نہیں..... مجھے کبھی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔ دوست وقت برباد کرتے ہیں اور

قرض لیتے رہتے ہیں۔!“

”تمہارے فون کا کیا نمبر ہے۔ انسٹرومنٹ پر موجود نہیں۔!“

”پچاس ہزار دو سو بارہ.....!“

”اچھی بات ہے! میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں۔ رات کسی ٹائٹ کلب میں گزار دیں گے۔!“

”نانا.....! عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ سونے کے کمرے کی طرف چلی گئی اور عمران ڈرائیونگ روم ہی میں بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک یہی حالت رہی پھر چونکا اور گھڑی پر نظر ڈالی۔

اب وہ دبے پناؤں لڑی کی خواب گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر اسے آہستہ سے دھکا دیا لیکن وہ اندر سے بند تھا۔ قفل کے سوراخ سے اندر جھانکا وہ چپٹ لیٹی سو رہی تھی۔

ہینڈ بیگ عمران کے ہاتھ میں تھا اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا گیس سلنڈر نکالا جس سے ربر کا ایک پتلا سا پائپ بھی منسلک تھا۔ اس نے پائپ کا سرا قفل کے سوراخ کے ذریعے دوسری طرف خواب گاہ میں پہنچا کر سلنڈر سے گیس خارج کرنی شروع کی۔ گھڑی بھی دیکھے جا رہا تھا۔ دو منٹ بعد گیس کے اخراج کا سلسلہ منقطع کر کے ٹکی قفل کے سوراخ سے نکال لی اور

بڑبڑایا۔ ”اب تین چار گھنٹے تک آرام سے سوتی رہو۔!“

ٹیلی فون ڈرائیونگ روم ہی میں تھا! واپس آ کر اس نے جولیا سے بحیثیت ایکس ٹور ایبل قائم کیا۔

”صفدر سے ابھی تک رابطہ قائم نہیں ہو سکا جناب.....!“ جولیا نے اطلاع دی۔

”موڈل کالونی والی عمارت کا کیا رہا۔!“

”وہاں پولیس نے کوئی لاش نہیں پائی۔ عمارت کرایہ پر دینے کے لئے خالی ہے۔!“

”کب سے.....!“ عمران نے پوچھا۔

”پچھلے ایک ماہ سے جناب.....!“

”مالک کون ہے.....؟“

”کمرشل بینک کی تحویل میں ہے! مالک غیر ممالک میں رہتا ہے۔!“

عمران نے اس کے بارے میں بھی تفصیل مانگی، جو ٹیلی فون نمبر لڑی کو ہفرے نکولائی سے ملا تھا۔

”میں نے نوٹ کر لیا ہے جناب.....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”معلوم کرو کہ یہ نمبر کس کے نام الاٹ ہوا ہے اور شہر کی کس عمارت میں ہے۔!“

”بہت بہتر جناب.....!“

”میں آدھے گھنٹے بعد رنگ کروں گا۔!“

”بہت بہتر جناب.....!“

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا..... جیب سے جیو ٹیم کا پیکٹ نکال کر ایک پیس منہ میں ڈالا اور

اُسے پر فکڑ انداز میں آہستہ آہستہ پکلتا رہا۔

پھر کچھ دیر بعد صفدر کے نمبر ڈائل کئے! اس کا فون انجنگ ملا..... ریسپورر کھ کر گھڑی پر نظر

ڈالی۔ چار بج رہے تھے۔!

پندرہ منٹ بعد اس نے پھر صفدر کے نمبر ڈائل کئے۔ اس بار گھنٹی بجنے کی آواز آرہی تھی۔

پھر صفدر کی آواز سنائی دی۔

”تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔!“ عمران نے بحیثیت عمران پوچھا۔

”بس کچھ نہ پوچھے..... وہ تو جاپانیوں کا ایک ہوٹل ہے۔! پندرہ بیس عدد وہاں مقیم ہیں۔ یہ

شخص جس کا میں تعاقب کر رہا تھا..... پتہ نہیں کہاں کہاں لئے پھرا..... آخر کار اس عمارت تک

”لیس باس....! اگن روڈ پر پہلی عمارت۔!“

”ٹھیک....! فوراً روانہ ہو جاؤ۔“

”اچھا باس....!“

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔



تقریباً آٹھ بجے لڑی جاگی۔ کمرے میں گہرا اندھیرا تھا۔ اس نے اٹھ کر روشنی کی اوڑجماہیاں لیتی ہوئی سلپنگ گاؤن پہننے لگی۔

کمرے سے نکلی تو خلاف توقع دوسرے کمرے میں روشنی دیکھی۔

”ہوں.... تو بے چارہ! حق موجود ہے۔!“ وہ خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بڑبڑاتی۔

لیکن ڈرائینگ روم میں قدم رکھتے ہی بوکھلا گئی۔ کیونکہ وہاں بے چارے الحق کی بجائے ایک نحیم شمیم نیکرو بیٹھا نظر آیا تھا۔ اُسے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ خاکی وردی میں تھا اور دونوں جانب ہولسروں میں دوریو الوور لٹک رہے تھے۔

”تنت.... تم کون ہو....!“ لڑی ہکلائی۔

”میں جوزف ہوں۔!“ اس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

”یہاں کیوں آئے ہو۔!“

”باس کا حکم۔!“

”باس.... کون باس....!“

”میں! انہیں صرف باس کہتا ہوں۔ اپنی گندی زبان سے اُن کا نام نہیں لے سکتا۔!“

”وہ کہاں ہے۔!“

”پتہ نہیں....!“

”کیا میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی یہاں موجود نہیں۔!“

”نہیں۔!“

وہ فون کی طرف بڑھی اور ہمفرے کے دیئے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ لیکن فون میں زندگی کے آثار نہیں تھے۔

تک پہنچا جہاں ان لوگوں کا قیام ہے۔ لیکن وہ خود اُن سے الگ رہتا ہے۔ وہ ایڈلفی ہی میں مقیم ہے کمرہ نمبر گیارہ گراؤنڈ فلور.... اُس نے ایڈلفی میں اپنا نام نا تو پنگ درج کر لیا ہے۔!“

”اس پر گہری نظر رکھو....!“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس نے پھر گھڑی دیکھی اور ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کئے۔!

دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔! سب سے پہلے اس نے صفدر کی رپورٹ پیش کی تھی!

پھر اس ٹیلی فون نمبر کے بارے میں بتانا شروع کیا۔

”وہ نمبر کسی ڈاکٹر بلو ندرے کا ہے۔ عمارت گیارہ پر نیشن روڈ....!“

”گیارہ....!“ عمران غرایا۔

”جی.... گیارہ نمبر ہے عمارت کا....!“

”اچھا....!“ عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ وہی عمارت ثابت ہوئی جہاں یو کاوا پہلی بار گیا تھا اور جو اسکے قاتل ہمفرے کی بھی منزل تھی۔

عمران تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے دوسری طرف

سے سلیمان نے کال ریسپو کی تھی۔ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”جوزف کو فون پر بھیجیو۔!“

”بھیج دوں گا جناب.... لیکن آٹا ختم ہو چکا ہے.... اور پیسے بھی ختم ہو گئے۔!“

”اُوہا لے کر کام چلاؤ.... میں دو تین دن کے لئے شہر کے باہر گیا ہوا ہوں۔!“

”پیسے دے کر جالیا کیجئے۔!“

”اچھا ہے....!“

”میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔!“

”اچھا جوزف کو بھیج....! کو اس بند....!“

دوسری طرف سے پھر کچھ نہ کہا گیا.... کچھ دیر بعد جوزف کی آواز آئی۔!

”لیس باس....!“

”نمبر چھ میں فوراً پہنچو....!“

”اچھا باس....!“

”نمبر چھ یاد ہے۔!“

”اوہ لائن ڈیڈ ہے۔!“ وہ جوزف کو گھورتی ہوئی بولی۔

جوزف کچھ نہ بولا۔۔۔۔۔ لڑی نے ریسیور رکھ دیا۔ چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔ ”اس نے

تمہیں کیوں بلایا ہے!“

”میں نہیں جانتا۔!“

”اچھا میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہی ہوں وہ آئے تو کہہ دینا۔!“

”یہ ناممکن ہے۔!“

”کیوں۔۔۔۔۔؟“

”تم باہر نہیں جاسکتیں۔!“

”کیا مطلب۔۔۔۔۔؟“

”میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ تم باہر نہیں جاسکتیں۔!“

”اوہ۔۔۔۔۔!“ اس نے کہا اور تھکے تھکے سے انداز میں بیٹھ گئی۔

جوزف بھی اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد لڑی نے کہا۔ ”کھانے کے لئے تو باہر جانا ہی پڑے گا۔!“

”سب کچھ یہیں موجود ہے۔ باہر نہیں جانا پڑے گا۔!“ جوزف بولا۔

”تمہارا باس کیا کرتا ہے۔!“

”میں نہیں جانتا۔!“

”اوہ۔۔۔۔۔ تو اس نے وقتی طور پر تمہاری خدمات حاصل کی ہیں۔!“

”میں کئی سال سے اُن کی ملازمت میں ہوں۔!“

”اس کے باوجود بھی تمہیں نہیں معلوم کہ وہ کیا کرتا ہے۔!“

”نہیں۔!“

”تم جھوٹے ہو۔۔۔۔۔!“

”اگر یہ بات کسی مرد نے کہی ہوتی تو میں اس کی گردن توڑ دیتا۔!“

”میں باہر جانا چاہوں تو تم مجھے روک نہ سکو گے۔!“ وہ دلاویز انداز میں مسکرائی۔

”کو شش کر کے دیکھو۔۔۔۔۔!“

لڑی خاموش ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔ ”کھانے پینے کا سامان کہاں ہے۔!“

”کچن میں۔۔۔۔۔ سب کچھ موجود ہے! ریفریجریٹر چل رہا ہے۔!“ جوزف نے جواب دیا۔

وہ ڈرائیونگ روم سے اٹھ کر کچن میں آئی۔ جوزف کے بیان کے مطابق وہاں سب کچھ موجود تھا۔

وہاں کا جائزہ لے چکنے کے بعد دروازے کی طرف مڑی تو جوزف کو کھڑا پایا۔

”اوہ۔۔۔۔۔!“ وہ مسکرائی۔ ”کالے لوگ مجھے ہمیشہ سے اچھے لگتے ہیں۔!“

”لگتے ہوں گے۔!“ جوزف نے لا پرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

”ذرا کافی کے لئے پانی رکھ دو۔۔۔۔۔!“ وہ اٹھلائی۔

”یہ میرا کام نہیں ہے۔ باس نے جتنا کہا ہے اتنا ہی کروں گا۔!“

”کیا کہا ہے باس نے۔۔۔۔۔؟“

”تمہاری نگرانی۔۔۔۔۔ تمہیں باہر نہ جانے دوں۔!“

”اچھی بات ہے۔۔۔۔۔! میں خود ہی کافی بنا لوں گی۔!“ وہ ہنس کر بولی۔ ”بالکل اپنے باس ہی کی

طرح معلوم ہوتے ہو۔!“

جوزف کچھ نہ بولا۔ لڑی نے کافی کا پانی ہیٹر پر رکھ دیا۔۔۔۔۔ اور مڑ کر جوزف کو نیم وا آنکھوں

سے دیکھنے لگی۔ جوزف تو اس کے چہرے کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ آخر اُسے بول کر ہی اپنی

طرف متوجہ کرانا پڑا۔

”کیا تم کافی پیو گے۔۔۔۔۔؟“

”مجھے ضرورت ہوگی تو خود بنا کر پی لوں گا۔!“ جوزف نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

”اگر میں پیش کروں گا۔۔۔۔۔؟“

”میں انکار کر دوں گا۔!“

”انسانیت چھو کر نہیں گزری۔!“

اس ریمارک پر جوزف خاموش ہی رہا۔ اب لڑی ریفریجریٹر سے کھانے کے لئے کچھ چیزیں

نکال رہی تھی۔

پندرہ بیس منٹ میں اس نے کھانا بھی کھا لیا اور کافی کی دو پیالیاں بھی ختم کیں! جوزف جہاں

تھا وہیں بت بنا کھڑا رہا۔ کچھ کسی بت ہی کی طرح ساکت و ساکن تھا۔

وہ کچن سے نکلی اور مڑ کر دیکھے بغیر ڈرائنگ روم میں آ بیٹھی! جوزف پیچھے پیچھے آیا تھا۔  
”آخر یہ کس قسم کی نگرانی ہے!“ وہ جھنجھلا کر بولی۔

”تین دن تک اسی طرح مسلسل نگرانی کروں گا!“ جوزف نے جواب دیا۔  
”کیوں....؟“

”میرے قبیلے کا یہی رواج ہے!“

”میں نہیں سمجھی!“

”باس میری شادی تم سے کرنا چاہتے ہیں!“ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا؟“ لڑی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

جوزف اپنی رو میں بولتا رہا۔ ”بعض اوقات مجھے باس کی زیر دستیاں پسند نہیں آتیں۔ لیکن مجبوری ہے! میں انہیں باپ بھی تو کہتا ہوں۔ مجھ سے بولے جوزف تم تو کر سچین ہو اس لئے تمہاری شادی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔ لڑکی کو مذہب بھی تبدیل نہ کرنا پڑے گا.... میں نے کہا باس میں شادی نہیں کروں گا انہوں نے اس کو کہا پھر اس لڑکی کا کیا ہو گا۔ میں مسلمان ہوں اس لئے کسی کر سچین لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا اور اسے بھی پسند نہیں کرتا کہ اس سے مذہب تبدیل کرنے کا کہوں! لہذا تم کو شادی۔ سو اب میں تمہاری نگرانی کر رہا ہوں۔ میرے قبیلے کا یہی رواج ہے۔ مرد اپنی سنگیتر کی دن رات بہتر گھنٹے نگرانی کرتا ہے پھر شادی ہو جاتی ہے۔“

”میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس کو اس کا کیا مطلب ہے!“ وہ الجھ کر بولی۔

”میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا!“ جوزف نے برا سامنہ بنایا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

”کیا تم نے کبھی اُن کے سامنے بھی کہہ دیا تھا کہ تمہیں کالے آدمی پسند ہیں۔“

”جہنم میں گیا وہ بھی.... اور تم بھی.... مجھے جانے دو.... ورنہ ہنگامہ برپا کر دوں گی۔“

”کالی آندھی آجائے تب بھی تمہیں نہیں جانے دوں گا.... باس کا حکم!“

”میں چیخنا شروع کر دوں گی!“



عمران نے ایڈلفی کے روم نمبر گیارہ کے دروازے پر دستک دی۔ وہ ریڈی میڈ میک اپ میں تھا۔

دروازہ کھلتے ہی عمران کی زبان سے نکلا۔ ”گیارہ نمبر....!“

”براہ کرم اندر آجائیے!“ دروازہ کھولنے والے نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ وہ عمران کی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھوں والے میک اپ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

عمران کمرے میں داخل ہو کر بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

دروازہ کھولنے والا صورت سوال بنا کھڑا تھا۔

”آج تم نے یو کا دا کو کس کے سپرد کر دیا تھا....!“ دفعتاً عمران نے سوال کیا۔

”میں نہیں جانتا۔“

”بیٹھ جاؤ....!“ عمران نے دوسری کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ اُسے پہلے ہی کی طرح گھورتا ہوا بیٹھ گیا۔ عمران اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”مسٹر نا تو بنگ! کیا تمہیں یقین ہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اُس میں غلطی کا امکان نہیں۔“

”کیسی غلطی....! کیا بات ہے صاف صاف کہو۔“

عمران نے اپنے بریف کیس سے ایک لفافہ نکالا اور اُس کی طرف بڑھا دیا۔

اس نے بڑی بے صبری سے لفافہ لے کر اسے چاک کیا تھا اور اب کئی تصویریں اس کے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں تھیں۔

”یہ.... یہ.... کک.... کیا....!“ وہ عمران کی طرف دیکھ کر ہکھلایا۔

”کیا یہ یو کا دا نہیں ہے۔“ عمران نے سوال کیا۔

”ہاں.... ہاں.... وہی ہے.... لیکن....!“

”تم دونوں سکس تھرٹین کے چوراہے پر کس کا انتظار کر رہے تھے۔“

”تت.... تم کون ہو....؟“

”تمہارا بھی حشر ہو سکتا ہے۔“

اس نے یو کا دا کی لاش کی تصویریں میز پر ڈال دیں اور مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملنے لگا۔

”تم یو کا دا کو دیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے۔“ عمران نے سوال کیا۔

”تم بتاؤ.... تم کون ہو....؟“

”میں یہاں اس کا جواب نہیں دے سکتا اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔“

”نہیں.....!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”میں نہیں جاؤں گا۔!“

”کیا.....؟“ عمران کا لہجہ قہر آلود تھا۔

دفعتاً پنگ نے اپنے ہپ پاکٹ سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔

”بتاؤ تم کون ہو.....؟“ اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”بہت اچھے۔!“ عمران مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسا۔

”بتاؤ..... ورنہ فائر کر دوں گا۔!“

”تم سب یقیناً کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہو۔!“ عمران لا پرواہی سے بولا۔ ”کیونکہ شادی.....

ایم او کا ایک ایک آدمی اس طرح مار لیا جائے گا۔!“

”میں تم سے پوچھ رہا ہوں تم کون ہو.....؟“

”اچھا آؤ..... میرے قریب آؤ.....!“ عمران اپنا بریف کیس کھولتا ہوا بولا۔

اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر نکالا جس سے ایک ایئر فون بھی اٹچ تھا۔ ایئر

فون اُسے دیتا ہوا بولا۔ ”لو سنو.....! شاید تمہیں یقین نہ آ سکے۔!“

پنگ نے ایئر فون عمران سے لے کر کان میں لگا لیا۔ عمران ٹیپ ریکارڈر کا سوچ آج کر کے

اسے بغور دیکھتا رہا۔

پہلے اس کے ہاتھ سے پستول گرا تھا۔ پھر آنکھیں پھیل گئی تھیں اور پھر وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار

سے جا لگا تھا۔ ایئر فون اس کے کان سے نکل کر زمین پر گر گیا۔

عمران اس کو اسی حال میں چھوڑ کر ٹیپ ریکارڈر کو احتیاط سے بریف کیس میں رکھنے لگا تھا۔

پھر وہ اس کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ ”چلو! ثانی اماں انتظار کر رہی ہوں گی۔!“

پستول جہاں گرا تھا وہیں پڑا ہوا وہ کمرے سے باہر آگئے۔ پنگ کا ہاتھ اب بھی عمران کے

ہاتھ میں تھا اور وہ کسی سحر زدہ کی طرح اس کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔



رات کے گیارہ بج گئے اور لڑی ڈرائنگ روم ہی میں بیٹھی جوزف سے جھگڑتی رہی۔ ایسا معلوم

ہوتا تھا جیسے ان کے اپنے خاندانی جھگڑے بھی آج ہی طے ہو جائیں گے۔ جوزف کہہ رہا تھا۔ ”مجھے

موڈرن ازم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ میں تو اپنی بیوی کو جانوروں کے لئے میں باندھ سکتا ہوں۔!“

”شٹ اپ.....!“ لڑی چیخی۔

”شادی ہو جانے دو..... پھر دیکھوں گا..... یہ گز بھر کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی۔“

”تم بکواس بند نہیں کرو گے۔!“

”میرے قبیلے کی عورتیں..... شوہروں کو دیوتا سمجھتی ہیں۔!“

لڑی نے دونوں ہاتھوں سے کان بند کر لئے..... اتنے میں کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔

لڑی کو وہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے جوزف اٹھ گیا..... لڑی وہیں بیٹھی رہی غصے سے

کانپ رہی تھی..... اور پھر جیسے ہی عمران کی شکل دکھائی دی..... بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی

لیکن جوزف بڑی پھرتی سے انکے درمیان آتا ہوا بولا۔ ”باس یہ حال ہے اس کا کیا میرے ساتھ بلاء

کر سکے گی۔!“

”سب ٹھیک ہو جائے گا.....! تم فکر نہ کرو۔!“

”کیا ٹھیک ہو جائے گا۔!“ لڑی حلق پھاڑ کر چیخی۔

”یہی کہ شادی کے بعد تم دونوں کے صحیح حالات شروع ہو جائیں گے۔!“

”تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔“

”خفا ہونے کی بات نہیں! میں ہی کر لیتا لیکن مذہبی اختلاف کی وجہ سے مناسب نہیں سمجھتا

جوزف کر سچیں ہے۔!“

”تم کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے۔!“

”فرض ہے میرا جب کہ اس طرح صراحت ہو۔!“

”میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔!“

”شادی سے پہلے یہ ناممکن ہے۔!“

”جانے دو باس.....!“ جوزف گڑ گڑایا۔ ”میں شادی کر کے کیا کروں گا! معاف کر دو۔!“

”گردن تو زدوں گا اگر تو نے بکواس کی۔!“

”میں تو کہہ رہا تھا..... خواہ خواہ کیا فائدہ۔!“

”بکواس بند کرو..... تمہیں اس شیم لڑکی کا ہاتھ پکڑنا ہی ہو گا۔!“

”اچھا باس....!“ جوزف مردہ سی آواز میں بولا۔

”اب میں پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دوں گی!“

”باس مجھے پاگل عورتوں سے خوف معلوم ہوتا ہے اور یہ مجھے صحیح الدماغ نہیں لگتی۔ مجھ پر رحم کرو باس....!“

”تم خاموش رہو.... سب ٹھیک ہو جائے گا!“

”باس پھر سوچ لو....!“

”اگر تو میرا کہنا نہیں مانے گا تو بحر ظلمات کی خوں خوار کانی مچھلی تیری خرش بختی کو نگل لے گی!“

”نہیں باس....!“

”اور بحر مردار سے اٹھنے والی متعفن آندھی!“

”بس.... بس.... خدا کے لئے باس رحم....!“ جوزف نے اپنے دونوں کان بند کر لئے اور

چیخ کر بولا۔ ”میں شادی کر لوں گا.... مجھے کو سننے نہ دو....!“

اتنے میں لڑی دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ عمران نے اُس کا بازو پکڑ لیا۔

”چھوڑ دو.... مجھے جانے دو.... میں لمحہ بھر کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتی!“

”تو میری ٹرائی ہو....!“ عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

”شٹ اپ....!“

”جانے دو....!“ جوزف گھکھکیلا۔

”تو خاموش رہ ورنہ ہڈیاں توڑ دوں گا!“

”میں پولیس کو اطلاع دے دوں گی!“

”کس بات کی....؟“

”جس بے جا کا الزام لگاؤں گی!“

”سوال یہ ہے کہ پولیس تک پہنچو گی کس طرح۔!“

”تم یہ نہ سمجھنا کہ میں بالکل بے سہارا ہوں۔!“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”تم اپنے حمایتیوں کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کر سکو گی۔ کیونکہ فون کی لائن پہلے ہی کاٹ

دی گئی ہے۔!“

”انہیں معلوم ہے کہ میں کہاں ہوں۔!“

”جب تک وہ پہنچیں گے تمہاری شادی جوزف سے ہو چکی ہو گی۔ ابھی ایک پادری یہیں آئے گا.... اور....!“

اتنے میں گھنٹی بجی.... اور عمران نے جملہ نامکمل چھوڑ کر جوزف سے کہا۔ ”دیکھو شائد پادری صاحب آگئے۔!“

”اے آسمان والے مجھ پر رحم کر....!“ جوزف کراہتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔

”ایک بیک تم بدل کیوں گئے۔!“ لڑی کے لہجے میں بے چارگی تھی۔

”میں صرف تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔!“

”مجھے مدد کی ضرورت نہیں ہے۔!“

”بعض اوقات آدمی اپنی ضروریات سے بھی لاعلم رہتا ہے۔!“

”آخر چاہتے کیا ہو....؟“

”میں چاہتا ہوں کہ جوزف کی زندگی میں بہار آجائے۔!“

”یہ ناممکن ہے از بردستی کر دو گے تو خود کشی کر لوں گی۔!“

”دیکھو مس ٹرائی بات نہ بڑھاؤ ورنہ میں تمہیں خود کشی کر لینے دوں گا۔!“

جوزف کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ ”پتہ نہیں کس نے گھنٹی بجائی تھی۔!“

”کوئی غلطی سے آگیا ہو گا۔ تم اپنی مخصوص دعائیں پڑھنا شروع کر دو۔!“

”کک کیوں باس....؟“

”برکت کے لئے.... پادری ضرور آئے گا میں نے اُسے تاکید کر دی تھی۔!“

”کیا چھکارے کی کوئی صورت نہیں ہے باس....!“

”ہے تو بشر طیکہ یہ عورت بچ بولنا شروع کر دے۔!“

”کیا مطلب....؟“ دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

”بیٹھ جاؤ....!“ عمران نے لڑی سے کہا۔ اس کے لہجے کا کلنڈر اپن غائب ہو چکا تھا....

خاموشی سے بیٹھ گئی۔

عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے یو کاوا کی لاش کی تصویر نکالی اور لڑی کی طرف بڑھا دی۔

”یہ..... یہ..... لڑی ہٹلائی تھی۔“

”یو کاوا کی لاش کی تصویر ہے.....!“

”بت..... تو پھر..... تو پھر.....!“

”تم اس کے قاتل کو جانتی ہو۔!“

”یہ جھوٹ ہے.....!“ تصویر اس کے ہاتھ سے جھوٹ پڑی۔

”کھیل ختم ہو چکا ہے مس ٹرائی..... ہمفرے نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ تمہیں اس کے ساتھ نہ

دیکھا جانا چاہئے۔!“

”کیا..... لڑی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔“

”بیٹھ جاؤ..... میں ایک پیشہ ور بلیک میلر ہوں۔ تمہیں اسکی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔!“

لڑی پر بدحواسی کا دورہ پڑ چکا تھا۔

”جوزف اسے بٹھا دو.....!“ عمران نے تحسانہ لہجے میں کہا۔

جوزف اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ خود ہی بیٹھ گئی۔

”سب سے پہلے میں یو کاوا کی کہانی سنوں گا۔!“ عمران بولا۔

”میں کچھ نہیں جانتی۔!“

”مس ٹرائی میں بہت بُرا آدمی ہوں۔!“

”یقین کرو..... میں کچھ نہیں جانتی۔!“

”یو کاوا پر تمہیں کس نے مسلط کیا تھا.....!“

لڑی کا چہرہ زرد تھا..... اور سارے جسم پر کپکپی سی طاری تھی۔

”کچھ دیر بعد اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔“ اگر تمہیں کچھ معلوم ہو جائے تو تم کیا کرو گے۔!“

”غیر ملکی مجرموں سے خراج وصول کرنا ہی میرا پیشہ ہے۔!“

”مجھے اس کے ساتھیوں کی تعداد معلوم کرنی تھی۔!“ پتہ لگانا تھا کہ وہ کہاں کہاں مقیم ہیں۔!“

”تو پھر.....!“

”مجھے آج تک نہ معلوم ہو سکا۔!“

”موند رے کیسا آدمی ہے۔!“

”پتہ نہیں..... میں نے اُسے آج تک نہیں دیکھا.....!“

”کیا تم سچ کہہ رہی ہو.....!“

”ہاں..... میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔ ہمفرے اس کا معتمد ہے۔ اسی کے ذریعے سارے

کام چلتے ہیں۔! وہی مجھے اس کے نوٹس لا کر دیتا تھا اور میں انہیں باپ کر کے فائیل بناتی تھی۔!“

”اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو تم کہاں جاؤ گی۔!“

”م..... میں..... پتہ نہیں کہاں جاؤں گی..... مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کیا یہ سچ یو کاوا کی لاش کی تصویر ہے۔!“

”مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو مس ٹرائی.....!“ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

”م..... میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔!“

”تم اتنی ڈر پوک نہیں ہو..... اس وقت تمہارے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے جب تم

یو کاوا کے قتل کے متعلق ہمفرے سے گفتگو کر رہی تھیں۔!“

”تم کہاں تھے؟ تم کیا جانو.....!“

”غیر ضروری سوالات سے گریز کرو اور میری باتوں کا جواب دو۔!“

”گتے میں پھر کسی نے اطلاعی گھنٹی بجائی اور عمران لڑی کو گھورتا ہوا اٹھ گیا۔ پھر دروازے کی

طرف بڑھتا ہوا جوزف سے بولا۔“ اسے کڑی نگرانی میں رکھو..... میں تھوڑی دیر بعد واپس آؤں گا۔!“



برآمدے میں صفدر نظر آیا۔

”کیا اس سے پہلے بھی تم نے ہی گھنٹی بجائی تھی۔!“ عمران نے اس سے پوچھا۔

”جی ہاں..... لیکن مجھے شبہ ہوا تھا جیسے کوئی میرے تعاقب میں ہو۔ لہذا فوری طور پر یہی

مناسب سمجھا کہ اس شبہ کی تصدیق کر لوں۔!“

”تو پھر.....؟“

”وہم تھا.....!“

”آئندہ محتاط رہنا..... یہاں جوزف ہے تمہارے چلے جانے کے بعد ہی اس نے دروازہ کھولا

ہو گا ورنہ تم اس طرح نظر آ جاتے تو بیدار بلیغ فائر کر دیتا۔!“



”اب وہ گفتگو کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔!“ صفدر بولا۔  
 ”چلو...! پہلے اُسے ہی دیکھیں....!“ عمران نے کہا اور مڑ کر دروازہ باہر سے مقفل کر دیا۔  
 دونوں کپاؤنڈ سے نکل کر سڑک پر آگئے۔  
 ”آخر وہ اعصابی اختلال میں کیسے مبتلا ہو گیا تھا۔!“  
 ”ایک ایسا گیت ٹیپ کر رکھا ہے میں نے جو آدمی کو عالم بالا کی سیر کرا دیتا ہے۔ کبھی تمہیں بھی سناؤں گا۔!“

وہ پیدل ہی چل پڑے تھے شاید قریب ہی کہیں جانا تھا۔  
 اسی لائن کی ایک عمارت کی کپاؤنڈ میں مڑتے ہوئے صفدر نے کہا۔ ”مجھے دور پور میں دینی پڑ رہی ہیں.... ایک آپ کو اور ایک چیف کو....!“  
 ”فکر نہ کرو....!“ عمران بولا۔ ”کار بہ کثرت.... تجربات میں اضافہ بھی ہو رہا ہے اس طرح اور....!“ اس نے جملہ پورا کئے بغیر خاموشی اختیار کر لی۔  
 عمارت میں داخل ہو کر وہ ایک کمرے میں پہنچے جہاں نا تو پنگ ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔  
 انہیں دیکھ کر وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ”تم لوگ کون ہو اور مجھے کیوں حراساں کر رہے ہو۔!“

عمران اسے خاموشی سے بغور دیکھتا رہا پھر ایک قدم آگے بڑھ کر نرم لہجے میں پوچھا۔ ”کیا تم قانونی طور پر یہاں آئے ہو۔!“  
 ”یقیناً.... میرے اس دعوے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا.... کاغذات موجود ہیں اور وہ جعلی نہیں ہیں.... ہمارے سفارت خانے سے تصدیق کی جاسکتی ہے۔!“

”یو کاوا سے تمہارا کیا تعلق تھا....؟“

”وہ میرا دوست تھا....!“

”لیکن حقیقتاً تم اُس کے دشمن تھے۔!“

”یہ غلط ہے۔!“

”اگر یہ غلط ہے تو پھر تم اُسے سکس تھرٹین کے چور ہے پر تمہا کیوں چھوڑ گئے تھے۔!“

”پھر کیا کرتا....؟“

”کیا تم نے ہی اُسے اُس فلیٹ میں بھیجا تھا۔!“

”میں کیوں بھیجتا۔!“

”تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ بعض احکامات تم تک براہ راست بھی پہنچتے رہے ہیں۔!“

”کیسے احکامات....؟“ نا تو پنگ چونک پڑا۔

عمران نے اس تبدیلی کو غور سے دیکھا اور لہجہ بدل کر بولا۔ ”خیر اسے چھوڑو.... نہیں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق انقلابی جماعت ”کیو شو پنگ من آرگنائزیشن“ سے ہے جو اپنے ملک میں ایک غیر ملکی غلبے کے خلاف انقلاب لانا چاہتی ہے۔!“

”تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔!“ نا تو پنگ ایک دم بھڑک اٹھا۔ ”میں یہاں تمہاری حکومت کی رضا مندی سے بحیثیت ٹیکسٹائل انجینئر خدمات انجام دے رہا ہوں اور مجھے یہاں بھجوانے کی ذمہ دار میرے ملک کی حکومت ہے۔!“

”تو تمہیں یو کاوا کی موت سے صدمہ نہیں پہنچا۔!“

”میں یقین ہی نہیں کر سکتا۔!“

”کیا تم نے لاش کی تصویر نہیں دیکھی تھی۔!“

”میں اُس پر یقین نہیں کر سکتا....!“

”یقین نہ کرنے کی وجہ....!“

پنگ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا.... اس کے ہونٹ سختی سے بھنجے ہوئے تھے اور آنکھیں کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔!

عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”تمہاری جماعت کو جس خطرے کا سامنا ہے اس سے بھی میں واقف ہوں۔!“

”اب مزید گفتگو اُسی صورت میں ہو سکے گی جب تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ گے۔!“ پنگ نے کڑے تیوروں کے ساتھ کہا۔

”میں وہی ہوں جس پر یو کاوا نے لڑی کو مسلط کیا تھا....!“ عمران بولا۔

”اوہ....!“

”اب تم بتاؤ کہ اس فلیٹ میں کون تھا....؟“

”لیکن محض اتنا کافی نہیں ہے.... مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور اُن معاملات میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو!“

”نا تو پنگ تم یہاں اس لئے نہیں لائے گئے کہ گفتگو کے لئے شرائط پیش کر دو!“

”میری زبان نہیں کھل سکتی!“

”تم نے ایڈلفی سے باہر قدم نکالنے سے بھی تو انکار کر دیا تھا!“ عمران کا لہجہ طنزیہ تھا۔

نا تو پنگ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر سختی سے ہونٹ بھیجنے لئے اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

”میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی ذہنی یا جسمانی اذیت میں مبتلا کروں!“ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”اچھا....!“ پنگ نے بالآخر سوال کیا۔ ”میری جماعت کو کون سا خطرہ لاحق ہے!“

”اس ملک کی سیکرٹ سروس جسکے اقتصادی غلبے سے تم اپنے ملک کو نجات دلانا چاہتے ہو!“

”یہاں اس کا کیا سوال....؟“

”دوست پنگ....!“ عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ ”تم لوگوں کے بارے میں کسی کا یہ قول سچ ہی معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی طور پر تم سب بالکل ڈفر ہوتے ہو.... شاید اسی لئے وہ ایک ایک کر کے مار رہے ہیں!“

”کیا مطلب....!“

”یو کاوا مار ڈالا گیا.... اب تمہاری باری ہے!“

”تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہیں!“

”کیا یو کاوا تمہارا لیڈر تھا....؟“

”ہاں.... ہم میں وہی سینئر تھا....!“

”پھر وہ کس کے احکامات کی تعمیل کرتا تھا....؟“

”اپنے سینئر کے احکامات کی....!“

”وہ کون ہے....؟“

”یو کاوا نے اس کے بارے میں مجھے نہیں بتایا!“

”کیا اُس سینئر کی طرف سے کبھی تمہیں بھی احکامات ملے ہیں!“

”کبھی کبھی....!“

”میں پھر اپنا سوال دہراؤں گا کہ سکس تھرٹین کے چوراہے پر تم دونوں کیوں ملے تھے؟“

”یو کاوا نے مجھے وہاں طلب کیا تھا....!“

”کس لئے....؟“

”اُسے احکامات ملے تھے! لیکن مجھے ان کی نوعیت کا علم نہیں! ویسے کچھ ہی دیر قبل مجھے بھی حکم ملا تھا کہ اگر یو کاوا کے ساتھ سکس تھرٹین کے چوراہے پر جانا ہو تو ایک مخصوص وقت پر ہاتھوں سے کر اس بناؤں تب سامنے والی عمارت کے کسی فلیٹ سے ”مقدس عہد“ کی نشان دہی ظاہر ہوگی!“

”یعنی گیارہ نومبر....؟“

”ہاں.... تم پارٹی کے متعلق سب کچھ جانتے ہو.... بہر حال نشان دہی ظاہر ہو جانے کے بعد مجھے یو کاوا کو وہیں چھوڑ دینا تھا.... سو میں اُسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا!“

”تمہیں یقین ہے کہ صرف تم دونوں ہی کو احکامات ملتے تھے.... تمہارے کسی اور ساتھی کو نہیں!“

”ہاں مجھے یقین ہے!“

”کیا یو کاوا کا سینئر کوئی سفید فام آدمی بھی ہو سکتا ہے!“

”ہرگز نہیں....!“ پنگ بے ساختہ بولا۔

”کیوں....؟“

”پارٹی کسی سفید فام پر اعتماد نہیں کر سکتی!“

”تو پھر لڑی کو ساتھ رکھنے کا کیا مقصد تھا....!“

”سینئر کی طرف سے یو کاوا کو ہدایت ملی تھی کہ وہ اُس لڑکی سے دوستی کرے!“

”مقصد....؟“

”یو کاوا نے مجھے نہیں بتایا....!“

”وہ لڑکی جوزینوں سے گر کر مر گئی اس کی نگرانی کیوں ہو رہی تھی!“

”اس کا علم بھی یو کاوا ہی کو تھا....!“

”اب اور کون زیر نگرانی ہے....؟“

”آج سے دس دن بعد خود لڑی زیر نگرانی آجائے گی۔!“

”کیا مطلب....؟“

”میں تفصیل سے واقف نہیں ہوں....! یوکا دانے تذکرہ کیا تھا کہ دس دن بعد لڑی کی بھی اس طرح نگرانی شروع کر دی جائے گی جیسے روزی کی ہوتی رہی تھی۔!“

”اور اس نگرانی کے دوران میں اُسے گرایا جائے گا۔“

”ہاں....!“

”کیوں....؟“

”اس کے بارے میں یوکا کو بھی علم نہیں تھا۔ وہ خود اس پر متحیر رہتا تھا....!“

”تم اپنے بقیہ ساتھیوں سے کٹ کر ایڈلفی میں کیوں مقیم تھے؟“

”لڑی کی دیکھ بھال کے لئے.... لڑی وہیں مقیم تھی۔!“

”اور یوکا وہاں رہتا تھا....!“

”کبھی لڑی کے ساتھ اور کبھی دوسروں کے ساتھ....!“

”اچھا اب تم آرام کرو....!“

”نت.... تم آخر.... ہو کون....!“

”میں اپنے ملکی قوانین کا وفادار ہوں۔!“ عمران بولا۔ ”تم اس کی پرواہ نہ کرو.... ایک بات اور

بتاؤ۔ کیا تمہیں احکامات انگریزی زبان میں ملتے ہیں۔!“

”نہیں.... قومی زبان میں۔!“

”اور لہجہ بھی تمہارا اپنا ہی ہوتا ہے۔!“

”یقیناً....!“

”لیکن تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ یوکا کو اس فلیٹ سے ایک سفید فام آدمی دوسرے

علاقے کی ایک عمارت میں لے گیا تھا اور پھر اسی عمارت میں یوکا کی لاش پائی گئی۔!“

”میرے لئے یہ بات یقیناً حیرت انگیز ہے۔!“

”تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔!“

”تو کیا میں خود کو قیدی سمجھوں....!“

”فی الحال.... یوکا کا قتل میرے ملک میں ہوا ہے اس لئے....!“

”میں یقین نہیں کر سکتا.... میں یقین نہیں کر سکتا۔!“



کچھ دیر بعد عمران اور صفدر پھر سڑک پر نظر آئے۔ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اسی عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں لڑی اور جوزف کو چھوڑا تھا۔

”اب کیا ارادہ ہے....!“ صفدر نے پوچھا۔

”لڑی کو نکل جانے کا موقع دے کر اس کا تعاقب کیا جائے۔!“ عمران بولا۔

”اسکیم کیا ہے....؟“

”میرا خیال ہے کہ وہ لوگ ان انقلابیوں کے ساتھ لڑی کو بھی دھوکا دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کی نگرانی لڑی نے کراتے رہے ہیں اور لڑی کی نگرانی ان لوگوں سے۔!“

”لیکن لڑکیوں کو گرانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔!“

”جو میرے ہاتھوں گری تھی اس کا انجام تو دیکھ ہی چکے.... اب اس کا بھی دیکھ لینا۔!“

”آخر ہے کیا چکر....!“

”یہی تو دیکھنا ہے.... دیئے یوکا اور اُس کے ساتھیوں کا معاملہ تو صاف ہو گیا! اس کے ساتھ کسی سفید فام آدمی کا پایا جانا اور پھر اس کا قتل اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اقتصادی غلبہ والے ملک کی سیکرٹ سروس ان لوگوں کا ستھراؤ کر رہی ہے۔!“

”لیکن یہاں ہمارے ملک میں کیوں....!“

”جہاں بھی موقع ملے.... والی پالیسی ہے۔!“

”ہاں آپ کسی ڈاکٹر موندے کا بھی ذکر کر رہے تھے۔!“

”بھفرے نے جو ٹیلی فون نمبر لڑی کو دیا تھا وہ ڈاکٹر موندے کا ہے۔!“

”یہ کون ہے....؟“

”ڈاکٹر موندے.... ایک فرانسیسی ہے.... بہت عرصہ سے یہاں مقیم ہے اور مقامی جڑی

بوٹیوں پر ریسرچ کر رہا ہے۔!“

”وہ اس عمارت کے قریب پہنچ کر رک گئے۔“

عمران بولا۔ ”اب تمہیں لڑی پر نظر رکھنی ہے.... وہ بھی ایڈلفی ہی میں مقیم تھی! تم تو اس کا کردہ دیکھ ہی چکے ہو.... میرا خیال ہے کہ وہ یہاں سے نکل کر سیدھی وہیں جائے گی۔ اس کی ٹیلی فون کالین ٹیپ کرنے کی کوشش کرنا....!“

پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر عمارت کے اندر آیا۔

یہاں جوزف اور لڑی چیخ چیخ کر ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے! انہیں غالباً خبر ہی نہیں تھی کہ کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی بھی موجود ہے!

دفعتاً عمران چیخ کر بولا۔ ”میں تم دونوں کو نکال باہر کروں گا سمجھے!“

دونوں خاموش ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”شادی سے پہلے غل غپاڑہ چانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“ عمران انہیں گھونسا دکھا کر بولا۔

”میں ہرگز اس سے شادی نہیں کروں گا پاس....!“

”کیوں....؟“ عمران نے آنکھیں نکالیں....!

”بڑی دیر سے گالیاں دے رہی ہے۔ اگر تمہارا خیال نہ ہوتا تو گردن مروڑ دیتا۔!“

”شادی کے بعد میرا خیال نہ رکھنا....!“

لڑی پھر ابل پڑی۔ ایک سانس میں نہ جانے کیا کیا بک گئی تھی۔! اچانک عمران گرجا۔ ”اچھا

نکل جاؤ.... تم دونوں یہاں سے نکلو.... میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔!“

”بب.... پاس....!“ جوزف ہکھلایا۔

”چلے جاؤ....!“ عمران نے اُسے دروازے کی طرف دھکا دیا اور گھونسا تان کر لڑی کی

طرف جھپٹا۔

غرضیکہ ذرا ہی سی دیر میں دونوں کو نکال باہر کیا۔ لڑی بھی ارے ارے کرتی رہ گئی۔

تقریباً چندرہ منٹ بعد عمران باہر نکلا تو لڑی برآمدے میں دیوار سے لگی کھڑی نظر آئی۔

لیکن جوزف کا کہیں پتہ نہ تھا۔

”تم یہیں ہوا بھی تک....!“ عمران غریبا۔

”اس حال میں کہاں جاؤں....!“ لڑی روہانسی ہو کر بولی۔ ”تمہارا تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا

چاہتے ہو۔!“

”تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا....! صاف صاف کہہ رہا تھا کہ تمہیں اس شب تار کے بچے سے شادی کرنی ہے۔!“

”دماغ تمہارا چل گیا ہے....! میں اس سے شادی کروں گی؟“

”کیا بُرائی ہے.... وہ بھی تو کر سچیں ہے آخر....!“

”خاموش رہو.... میں اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتی....! میں نے ابھی تک کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔! مجھے شوق سے بلیک میل کرو۔!“

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔ ”اچھی بات ہے اندر آ جاؤ.... اب میں تمہیں زندہ رہنے کے گر سکھاؤں گا۔!“

”میری زندگی اسی میں ہے کہ تم خاموش رہو۔!“

وہ دونوں پھر اندر گئے۔!

”کیا آج کل تم کوئی دوا استعمال کر رہی ہو۔!“ عمران نے اُس سے پوچھا۔

”کیا مطلب....؟“ وہ چونک کر اس کی طرف مڑی۔

”تمہیں کیسے پتہ چلا....؟“

”موند رے کی سیکریٹری اور ٹانگ نہ استعمال کرے! بڑی عجیب بات ہوگی! بات دراصل یہ ہے کہ جڑی بوٹیوں پر تحقیق کرنے والے کوئی نہ کوئی حیرت انگیز دوا ضرور بناتے ہیں ایسی جو مرتے دم تک جوان رکھ سکے۔!“

لڑی ہنس پڑی اور بولی۔ ”تمہارا اندازہ بالکل درست ہے! ڈاکٹر ایک ایسا عرق بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں، جو آدمی کو حیرت انگیز توانائی بخشتا ہے! صرف تیس دن مسلسل استعمال کرنے سے کاپیٹ جاتی ہے۔!“

”اور تم تیس دن سے استعمال کر رہی ہو اور تمہاری کاپی پلٹنے میں ابھی دس دن باقی ہیں۔!“

”تم کیا جانو.... تمہیں اس کا علم کیونکر ہوا....!“ وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ ”اس کا علم تو کیونکا داکو بھی نہیں تھا۔!“

”کسی نہ کسی کو تو علم ہو گا ہی....!“

”صرف.... وہ جانتا ہے.... ہمفرے۔!“

”کیا یہ ٹانگ تمہیں ڈاکٹر موندے سے ملا تھا....؟“

”میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میں نے آج تک موندے کو نہیں دیکھا! ہمفرے اس کا معتد خاص ہے! اسی سے مجھے نوٹس ٹاپ کرنے کے لئے ملتے تھے اور یہ ٹانگ بھی اسی نے دیا تھا.... کیا تم نے ہمفرے پر بھی ہاتھ ڈال دیا ہے!“

”اُمی تو نہیں.... اس کے لئے مجھے تمہاری موت کا انتظار کرنا پڑے گا!“

”کیا مطلب....؟“

”آج سے ٹھیک دس دن بعد.... وہ تمہیں بھی گرانے کی کوشش شروع کر دیں گے!“

”کیا کہنا چاہتے ہو....؟“ وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

”وہ روزی کی نگرانی کیا کرتے تھے اور اسے گرانا چاہتے تھے! جانتی ہو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ

نے کیا بتایا ہے!“

”نہیں.... میں نہیں جانتی!“

”گرتے ہی اس کا دل پھٹ گیا تھا اور وہ مر گئی تھی!“

”نہیں!!! نہیں.... میرے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا! روزی ہم میں سے نہیں تھی۔ میں

نے اسے موندے کی کوشش میں کبھی نہیں دیکھا....!“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا....!“

”تم خواہ مخواہ سہارے ہو....!“

”لاؤ نکالو وہ ٹانگ....!“

”لڑی نے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نیلے رنگ کے شیشے کا ایک ٹیوب نکالا اور عمران

کی طرف بڑھا دیا۔ ٹیوب میں کوئی سیال مادہ تھا اور ٹیوب دو تہائی خالی ہو چکا تھا۔

”اور اب تم باہر چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ....!“ عمران نے کہا۔

”کہاں.... پتہ نہیں تم کیا کر رہے ہو۔ تم نے مجھے باہر نکال دیا تھا.... اگر میں چلی جاتی تو۔!“

”میری اسکیمیں بدلتی رہتی ہیں! جلدی کرو....!“

”کہاں لے چلو گے....؟“

”میڈیکل چیک اپ کراؤں گا۔!“

”تم نے مجھے نروس کر دیا ہے....!“ لڑی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ ”لیکن وہ مجھے کیوں مار ڈالنا چاہے گا!“

”اگر تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو چلتی پھرتی نظر آؤ.... میں تو پہلے ہی تمہیں باہر نکال چکا تھا۔! پھر خیال آیا خواہ مخواہ ایک اور زندگی کیوں ضائع ہو۔!“

”اچھا چلو.... کہاں چلتے ہو....!“ لڑی نے کہا اور تھکے تھکے سے انداز میں ایک کرسی میں ڈھیر ہو گئی۔!



دوسری صبح لڑی کی آنکھ ایڈلفی کے اسی کمرہ نمبر بیاسی میں کھلی تھی جہاں وہ پہلے مقیم تھی۔!

وہ متحیر نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی! اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ عمران کے ساتھ

میڈیکل چیک اپ کرانے کے لئے روانہ ہوئی تھی! اور پھر شائد اسے گاڑی ہی میں نیند آگئی تھی۔

اور اب آنکھ کھلی تو یہاں لیکن میڈیکل چیک اپ تو رہ ہی گیا تھا۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ

اس کی نوبت آئی ہو! پھر وہ یہاں کیسے پہنچی۔

پھر اُسی روزی سے متعلق عمران کی گفتگو یاد آئی.... تو کیا سچ اس کا بھی وہی انجام ہونے

والا تھا.... اس خیال سے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی! اُسے نیلے رنگ کا وہ ٹیوب یاد آیا جو عمران نے

اس سے لیا تھا اور پھر واپس نہیں کیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بے حس و حرکت پڑی رہی! پھر اٹھی

اور فون پر سپروائزر سے رابطہ قائم کر کے ناشتہ طلب کیا۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہئے! ہمفرے نے اُسے جو نمبر دیئے تھے کیا ان پر اُس

سے رابطہ قائم کرے! لیکن اس سے کہے گی کیا....؟“ نہ جانے کیوں اُس کا دل چاہا کہ عمران سے

ہونے والی گفتگو کے بارے میں اسے کچھ بھی نہ بتائے!

لیکن اُسے تو ہمفرے نے ہدایت کی تھی کہ عمران کا ساتھ نہ چھوڑے اور اب وہ ایڈلفی میں

تھی۔! یہاں اپنی موجودگی کا کیا جواز پیش کرے گی۔

ناشتے کے بعد جب جسم میں کسی قدر توانائی محسوس ہونے لگی تو اُس نے اٹھ کر لباس تبدیل

کیا اور ایڈلفی سے باہر آگئی۔! ہمفرے سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ہوٹل کا فون استعمال کرنا

مناسب نہ معلوم ہوا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ تھا.... اس نے وہاں سے

ہمڑے کے دیئے ہوئے نمبر ڈائل کئے!

”کون ہے؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”الزبتھ فاؤلر.....! لڑی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

”اوہ..... کہو..... کیا بات ہے!“

”کولائی..... وہ مجھے اس عمارت میں تنہا چھوڑ کر غائب ہو گیا! میرے لئے ایک تحریر چھوڑ گیا ہے لکھتا ہے کہ تم پہنچے نہیں کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو.....! میں یہاں سے جا رہا ہوں..... اگر تم اسی عمارت میں مقیم رہیں تو تمہیں گزشتہ چھ ماہ کا کرایہ ادا کرنا پڑے گا جو میں بعض مجبوریوں کی بناء پر ادا نہیں کر سکا۔ میں ایڈلفی میں واپس آگئی ہوں۔“

”کیا وہیں سے گفتگو کر رہی ہو.....!“

”نہیں اُس کے قریب والے پبلک ٹیلی فون بوتھ سے۔!“

”ٹھیک ہے! اچھا دیکھو ایڈلفی کے گراؤنڈ فلور پر کمرہ نمبر گیارہ میں ایک آدمی نا تو پنگ مقیم ہے! وہ میری کال کا جواب نہیں دے رہا کیا وہ وہاں موجود نہیں ہے معلوم کر کے مجھے مطلع کرو۔“

”میں دیکھ لوں گی.....! لڑی نے کہا۔ ”ایک غلطی ہو گئی ہے۔!“

”کیسی غلطی.....؟“

”اس بھاگ دوڑ میں میرا ٹیوب کھین کر گیا۔!“

”اوہ..... کب.....؟“

”کل.....!“

”تو کل تک تم نے وہ ٹانگ استعمال کیا تھا۔!“

”ہاں..... کل استعمال کیا تھا.....!“

”اس دوران میں کسی دن ناغہ تو نہیں ہوا۔!“

”نہیں.....!“

”پابندی سے ایک ماہ استعمال کرنا چاہئے.....! کتنے دن ہو چکے ہیں!“

”کل بیسواں دن تھا.....!“

”دس دن اور استعمال کرنا ہے..... تم فکر نہ کرو..... میں آج ہی تمہارے لئے مہیا کروں گا۔!“

”شکریہ کولائی..... اور کچھ.....!“

”تم گیارہ نمبر کے حوالے سے نا تو پنگ سے مل بھی سکتی ہو..... اور اب تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہے..... کہ اُس کے مزید کتنے ساتھی یہاں مقیم ہیں۔!“

”اچھی بات ہے.....! لڑی نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا..... دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا..... ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے ہزاروں زینے طے کر کے یہاں تک پہنچی ہو۔!“

بوتھ سے باہر نکلی تو ایسا لگا جیسے پوری قوت سے زمین پر نہ پڑ رہے ہوں۔ تو حقیقت یہ لوگ اسے کسی تجربے کی بجائے چڑھا رہے تھے۔ اُس کے سینے میں نفرت کا لاوا اُبل پڑا۔

شائد وہ اسحق بیج ہی کہہ رہا تھا..... وہ سوچتی رہی..... روزی کی گھرائی اسی تجربے کے سلسلے میں کرائی جا رہی تھی..... یو کاوا کے مارے جانے کا اُسے غم نہیں تھا۔ لیکن روزی تو سفید قام ہی تھی! اسی کی طرح یورو پین تھی! پتہ نہیں خود اس کا کیا انجام ہو..... ہمڑے نے اس ٹانگ کی دس خوراکیں آج ہی مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا تاکہ ناغہ نہ ہو..... اور وہ بھی ایک دن کتنے کی موت مر جائے!

کسی نہ کسی طرح اپنے کمرے میں پہنچی اور بستر پر گر گئی۔ سر چکر رہا تھا۔ ذرا ہی دیر میں دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا..... تو کیا وہ بھی روزی ہی طرح مر جائے گی۔ کیا کچھ لوگ اس کی گھرائی بھی کر رہے ہوں گے۔! اسے بھی گرا دینے کے درپے ہوں گے۔ اُسے کیا کرنا چاہئے! نہیں وہ اس طرح بے بسی سے نہیں مر جائے گی۔

بستر سے اٹھ کر فون کے قریب آئی۔ ریسیور اٹھایا اور آپریٹر سے کہا کہ وہ روم نمبر گیارہ سے رابطہ چاہتی ہے۔!

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے کسی قسم کی انسانی آواز آئی۔ پتہ نہیں اس نے کچھ کہا تھا یا کر رہا تھا.....!

”کیا بات ہے..... تم کیا کہہ رہے ہو.....!“

”کون ہے..... اوہ..... وہ.....!“

”میں یو کاوا کی دوست ہوں..... دو دن سے اس کی تلاش میں ہوں۔ اُس نے مجھے بتایا تھا کہ

تم بھی ایڈلفی میں رہتے ہو..... کیا نام ہے تمہارا.....!“

کراہ کے ساتھ کہا گیا۔ ”نا توپنگ....!“  
 ”ہاں اس نے یہی نام بتایا تھا.... ہو سکتا ہے اس نے تم سے میرا بھی ذکر کیا ہو.... میں الزبتھ فاؤلر ہوں۔!“

”تم کوئی بھی ہو.... خدا کے لئے میرے پاس آ جاؤ.... میرا نچلا دھڑ مفلوج ہو چکا ہے بستر سے اٹھ نہیں سکتا۔ اگر فون سرہانے نہ ہوتا تو میں تم سے گفتگو نہ کر سکتا! گھنٹی بجتی رہتی۔!“  
 ”م.... میں آ رہی ہوں....!“ لڑی نے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

پھر وہ باہر نکلی اور روم نمبر گیارہ کی طرف چل پڑی۔  
 ہینڈل گھماتے ہی دروازہ کھل گیا تھا.... وہ اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی ایک جاپانی بستر پر چت پڑا تھا۔ اس کے داخل ہوتے ہی اس نے گردن گھمائی.... اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔  
 ”ان لوگوں نے پتہ نہیں کس قسم کا انکشن دیا تھا کہ میری ٹانگیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔!“

”کن لوگوں نے....؟“ لڑی نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔  
 ”کیا تم یو کاوا کی دوست ہو....!“  
 ”ہاں.... میں دو دن سے اس کی تلاش میں ہوں۔!“

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیا پکڑ ہے.... پر سو رات میں یہیں اپنے کمرے میں تھا کہ ایک آدمی آیا.... اس نے مجھ سے کہا کہ یو کاوا قتل کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کیسے یقین کر لوں اس نے اپنے چری بیگ سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اس سے انچڈ ایئر فون میری طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ ”لو سنو!“ ثبوت مل جائے گا۔ جیسے ہی میں نے ایئر فون کان سے لگایا ایسا زبردست دھماکا سنائی دیا کہ فوری طور پر میرا اعصابی نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ وہ مجھے کس طرح یہاں سے لے گیا تھا۔!“  
 ”وہ تمہیں کہاں لے گیا تھا....؟“

”اس کا ہوش نہیں.... اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ یہاں واپس کیسے آیا.... ابھی کچھ ہی دیر پہلے مجھے ہوش آیا ہے۔!“

”وہ آدمی کیسا تھا.... جو تمہیں یہاں سے لے گیا تھا....!“  
 ”گھنی مونچھوں اور پھولی ہوئی ناک والا....!“

لڑی سوچنے لگی.... وہ عمران نہیں ہو سکتا۔ پھر چونک کر بولی۔ ”تم یو کاوا کے قتل کی بات کر رہے تھے۔!“

”ہاں.... وہ لوگ مجھے یہی باور کرانا چاہتے تھے کہ یو کاوا قتل کر دیا گیا....!“  
 ”لیکن کس نے قتل کیا....!“

”مجھے یقین نہیں ہے.... پتہ نہیں وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔!“  
 ”مقامی ہی آدمی ہے۔!“

”ہاں مقامی ہی.... ل.... لیکن اب میرا کیا ہو گا۔!“

”میں سپروائزر سے بات کرتی ہوں کہ کسی اچھے ڈاکٹر کا انتظام کر دے۔!“  
 نا توپنگ کچھ نہ بولا۔ وہ پھر کراہنے لگا تھا۔

لڑی اس کے کمرے سے نکل کر پھر پبلک ٹیلی فون بوتھ کی طرف چل پڑی۔

دوبارہ ہمفرے ٹولائی کے نمبر ڈائل کئے اور اُسے نا توپنگ کے بارے میں اطلاع دی۔

”یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں....!“ ہمفرے پوری کہانی سننے کے بعد بولا۔  
 ”میں کیا بتا سکتی ہوں....!“

”تمہاری دانست میں وہ آدمی تو نہیں ہو سکتا جس کے ساتھ تم ابھی تک رہی تھیں۔!“

”ارے وہ....!“ لڑی ہنس پڑی۔ ”وہ تو بالکل گاڈی تھا۔!“

”خیر.... یہ بہترین موقع ہے....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”اس وقت تم اس کے

بقیہ ساتھیوں کا پتہ معلوم کر سکتی ہو۔!“

”کیا وہ بتا دے گا۔!“

”تم کو شش کرو....! نا توپنگ سمیت گیارہ آدمی ہیں۔!“

”میں اس سے کہہ آئی ہوں کہ ڈاکٹر کا انتظام کرنے جا رہی ہوں۔!“

”کوئی مضائقہ نہیں.... یہ تم کر سکتی ہو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”ایک گھنٹے بعد

پھر رنگ کر لیتا۔!“

لڑی نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسور رکھ دیا اور بوتھ سے

ماہر آگئی۔

لیکن اسے دوبارہ ہوتے ہی کی طرف پلٹ جانا پڑا۔ ذہن میں ایک نئے خدشے نے سر اٹھا رکھا۔  
اس نے جلدی جلدی پھر وہی نمبر ڈائل کئے! دوسری طرف سے ہمرے ہی کی آواز آئی۔  
”مجھے مشورہ چاہئے۔“ لڑی بولی۔

”اب کیا ہے.....؟“ ہمرے کے لہجے میں جھلکا ہوا تھا۔  
”ڈاکٹر کو وہ اپنے مظلوم ہو جانے کی وجہ ضرور بتائے گا اور ڈاکٹر پہلی فرصت میں پولیس کو مطلع کر دے گا۔“

”جنہم میں جائے..... تمہیں کیوں فکر ہے۔“  
”غور طلب مسئلہ ہے۔“ لڑی بولی۔ ”پولیس اس سے یو کاوا کی کہانی پوچھے گی اور وہ مجھے یو کاوا کی دوست کی حیثیت سے پیش کر دے گا..... کیا میں اس طرح دشواری میں نہ پڑ جاؤں گی۔“  
”ہاں یہ بات تو ہے۔“

”تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔“  
”اچھا تو تم اُسے کسی طرح یہاں لے آؤ۔“  
”کہاں.....؟“

”ٹھیک ہے تمہیں اس عمارت کے بارے میں کچھ نہیں معلوم! ٹھہرو ایک منٹ ہو لڈ کرو!“  
دو ریسیور کان سے لگائے کھڑی رہی..... ساتھ ہی گھبرائی ہوئی نظریں باہر بھی ڈالتی جا رہی تھی۔  
تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ ”تم اُسے سکس ایک روڈ لے جاؤ..... کچھ دیر بعد ایک نیلے رنگ کی دین ایڈلفی پہنچے گی..... سپروائزر سے کہنا۔ وہ اسٹریچر کا انتظام کر دے گا۔“  
”اور کچھ.....؟“ لڑی نے پوچھا۔

”بس..... جاؤ..... اور انتظار کرو..... اسی عمارت میں تمہارا ٹانک بھی مل جائے گا.....“  
ایڈلفی سے نا توپنگ کا حساب صاف کر دیا۔

لڑی ہوٹل پہنچ کر پھر نا توپنگ کے کمرے میں پہنچی..... وہ پہلے ہی کی طرح چپٹ پڑا کر اچھے جا رہا تھا۔  
”میں تمہیں یہاں سے لے چلوں گی۔“ اس نے کہا۔  
”کہاں لے چلوں گی.....؟“

”کسی محفوظ جگہ..... ورنہ اگر ڈاکٹر نے وجہ پوچھ لی تو کیا کر دے گا۔“

”ہاں..... مجھے پوری کہانی دہرائی پڑے گی..... تم بہت سمجھ دار مظلوم ہوتی ہو کیا یو کاوا کی بہت اچھی دوست ہو۔“

”ہم دوستی سے بھی آگے بڑھ چکے ہیں۔“ وہ گلوگیر آواز میں بولی۔  
”کچھ دیر خاموشی رہی! پھر لڑی نے کہا۔ ”میں اسٹریچر کا انتظام کرنے جا رہی ہوں..... اور یہاں کا حساب صاف کئے بغیر وہ تمہیں جانے نہ دیں گے۔“

”حساب بے باقی کر دو.....!“ نا توپنگ کراہا۔ ”میرے پرس میں کافی رقم موجود ہے۔“  
دو گھنٹے کے اندر اندر وہ ہمرے کی بتائی ہوئی عمارت میں منتقل ہو گئے تھے!  
ایک غیر ملکی ڈاکٹر نے نا توپنگ کا معائنہ کیا اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوسرا آیا اور اس نے ایک انجکشن دے کر مکمل آرام کی تاکید کی۔

پھر کچھ دیر بعد دوسرے کمرے میں فون کی کھنٹی بجی۔ لڑی نے کال ریسیور کی تھی۔  
دوسری طرف سے ہمرے کی آواز آئی۔ ”تم نے اس کے ساتھیوں کا پتہ لگایا۔“  
”ابھی نہیں جلد بازی ٹھیک نہیں۔“

”وقت نہ ضائع کرو..... پتہ نہیں کس نے اُسے اس حال کو پہنچایا.....!“  
”اگر وہ لوگ ایسے ہی ہیں تو پھر ہمارا تعاقب بھی ہوتا رہا ہو گا۔“  
”یہی معلوم کرنے کے لئے تو تمہیں اس عمارت میں منتقل کیا گیا ہے۔“  
”تو پھر کیا رہا.....؟“

”ابھی تک ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی..... لیکن اب تم اسی عمارت تک محدود رہنا۔“  
”اور میرا ٹانک.....؟“

”وہ تمہیں کچھ دیر بعد مل جائے گا۔“

اس کے بعد سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر لڑی نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا ہوا تھا اور پیشانی پر شکنیں تھیں۔

پھر وہ نا توپنگ والے کمرے میں آئی اور وہ دروازے کی طرف اشارہ کر کے نجیف آواز میں بولا۔ ”وہ چیکٹ..... کسی نے نیچے سے اندر سر کایا تھا..... وہ.....!“

لڑی کو دروازے کے قریب براؤن رنگ کا ایک لفافہ پڑا نظر آیا..... وہ آگے بڑھی اور جب تک



اُسے بھی کسی تجربے کی بھینٹ چڑھا دے گا۔

اُسے پھر فون کی کھنٹی سنائی دی اور وہ اسی کمرے کی طرف لپکی جہاں فون تھا۔

یہ بھی ہمفرے ہی کی کال تھی! وہ تو نا توپنگ کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا۔

”وہ نہیں بتاتا... کہتا ہے کہ یو کاوا کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتا!“ لڑی نے ماؤتھ پیس میں کہہ کر اچھی بات ہے تو پھر مجھے ہی آنا پڑے گا۔“

”میرا ٹانک....؟“

”اوہ... شام تک پہنچ جائے گا... اور پوری طرح مطمئن ہو جانے کے بعد میں بھی آؤں گا۔“  
”اچھی طرح اطمینان کر لینا... میں مطمئن نہیں ہوں۔“ لڑی کہتی ہوئی زہریلے انداز میں مسکرائی۔  
”تم فکر نہ کرو....!“ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔  
اس کے بعد لڑی شام تک زیادہ سے زیادہ پانی پیتی رہی تھی۔

تقریباً سات بجے ایک لمبی سیاہ گاڑی کمپاؤنڈ میں رکی۔ اس پر سے تین آدمی اترے! لڑی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ عجیب سا خوف ذہن پر مسلط ہوتا جا رہا تھا۔ وہ برآمدے میں آئے اور کال بل کا بٹن دبایا گیا۔ لڑی غیر ارادی طور پر صدر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے دروازہ کھولا۔

ہمفرے ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ دوسرا شانڈ باہر ہی رہ گیا تھا۔  
”وہ کہاں ہے....؟“ ہمفرے غرایا۔

”مم.... میرے ساتھ آؤ....!“ لڑی بولی۔

”تمہیں کیا ہوا.... کیا تم خائف ہو....!“ وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

”نہیں.... میں کیوں خائف ہوتی!“

وہ اُسے اس کمرے میں لائی جہاں نا توپنگ لیٹا ہوا تھا۔

اب لڑی نے ہمفرے کے ساتھی کو دیکھا صورت اس کے لئے نئی تھی۔ لیکن وہ آنکھوں سے سخت کیر آدمی معلوم ہوتا تھا۔ سلا سفید فام ہی تھا۔

نا توپنگ نے انہیں دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی اور چیخ مار کر پھر لیٹ گیا۔ اُس کا یہ فعل قطعی

کر اسے اٹھالیا.... لفافے پر صرف ”لڑی“ تحریر تھا اُس نے بڑی بے صبری سے لفافہ چاک کیا۔

اُس میں سے کئی پرچے برآمد ہوئے۔ ایک خط بھی تھا۔

”لڑی....! تمہاری بے ہوشی کے دوران میں ایک میڈیکل ایکسپرٹ نے تمہارا طبی معائنہ کیا تھا۔ رپورٹ بھیج رہا ہوں۔ اسے غور سے دیکھو.... اگر زندگی عزیز ہے تو اب اس ٹانک کا ایک قطرہ بھی اپنے جسم میں داخل نہ ہونے دینا.... اگر مزید دس دن اور تم اس کا استعمال جاری رکھتے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوتا جو روزی کا ہوا تھا.... ڈاکٹر نے کچھ مشورے تحریر کئے ہیں ابھی سے اُن پر عمل شروع کر دو.... میں بُرا آدمی ضرور ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ انسانی زندگی کی میری نظر میں کوئی وقعت نہ ہو۔ جن کے لئے تم کام کر رہی ہو وہ بے ضمیر ہیں۔ انہیں صرف اپنے کام سے کام ہے۔ تمہاری زندگی اگر ان کے کسی تجربے کی بھینٹ چڑھ جائے تو اس کی کامیابی پر انہیں مسرت ہوگی۔ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ اب تم جانو ان سارے کاغذات کو دیکھ کر نذر آتش کر دینا.... یہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔“

لڑی اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آئی اور میڈیکل رپورٹ دیکھنے لگی۔ ڈاکٹر نے آخر میں ہدایت کی تھی کہ اُسے زیادہ سے زیادہ مقدار میں پانی پیتے رہنا چاہئے۔

کچھ اور ہدایات تھیں جنہیں ذہن نشین کر لینے کے بعد اُس نے ان کاغذات کو جلا دیا۔

اب وہ عجیب سا اطمینان محسوس کر رہی تھی۔ نا توپنگ کے کمرے میں آکر اس سے پوچھا کہ اُسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں!

”نہیں شکریہ....! میں تمہارا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا۔“ اُس نے گلوگیر آواز میں کہا۔

”کیا تمہارا اور کوئی دوست یہاں نہیں ہے۔“ لڑی نے پوچھا۔ لیکن اُس نے فوری طور پر اس

سوال کا جواب نہ دیا۔

”تم کیا سوچنے لگے.... مجھے بتاؤ....! میں اُسے تم تک لانے کی کوشش کروں گی۔“

”یہاں میرا کوئی دوست نہیں ہے....!“ نا توپنگ بولا۔

اور وہ مطمئن ہو گئی اب وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کی بھی تباہی کا باعث بنے۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اُن جاپانیوں میں سے ایک بھی زندہ نہ چھوڑا جائے گا۔ ہمفرے اور اس کے مشن سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ لیکن یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہمفرے خود

طور پر اضطراری معلوم ہوا تھا۔ لڑی خاموش کھڑی تھی۔ ہونٹ سختی سے بچنے ہوئے تھے۔

”کیا تم مجھے پہچانتے ہو.....!“ ہمفرے نے ناتوچنگ سے پوچھا۔

”نہیں..... تم شاید اسی رحم دل خاتون سے تعلق رکھتے ہو۔!“

”میں بلاشبہ اسی خاتون کا ساتھی ہوں..... لیکن رحم دل ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔!“

”اے!“ ناتوچنگ نے ہنسنے کی ناکام کوشش کی اور بولا۔ ”مجھ پر تو تم لوگوں نے بڑا کرم کیا ہے۔!“

”تمہارے بقیہ نوساقتی کہاں ہیں.....؟“

”م..... میرا تو کوئی بھی ساتھی نہیں یو کاوا کے علاوہ.....!“

”تم جھوٹے ہو..... میری اطلاع کے مطابق پورے گیارہ عدد میری تلاش میں آئے تھے۔!“

”ت..... تو یہ صحیح ہے کہ..... تم نے یو کاوا کو مار ڈالا.....!“

”ہاں یہ صحیح ہے..... لیکن صرف تمہیں زندہ رکھا جائے گا..... اس شرط پر کہ اپنے بقیہ نو

ساتھیوں کی نشان دہی کر دو.....!“

”میرے خدا.....!“ ناتوچنگ کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں ایسا معلوم ہوتا تھا

جیسے قوت گویائی ہی کھو بیٹھا ہو۔

وہ لوگ خاموش کھڑے رہے۔

آہستہ آہستہ ناتوچنگ کی آواز دہتی گئی۔ اسی دوران میں ہمفرے غرایا۔

”اب تم بے ہوشی کا ڈھونگ کرو گے۔ لیکن تمہیں زبان کھولنی ہی پڑے گی۔!“

”میں بے ہوشی کا ڈھونگ نہیں کروں گا۔!“ ناتوچنگ نے اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے پرسکون

لہجے میں کہا۔ ”مرنے کے لئے تیار ہوں۔!“

”اے دھمکی نہ سمجھنا..... یو کاوا بھی اسی لئے مارا گیا اس نے بقیہ لوگوں کا پتہ بتانے سے انکار

کر دیا تھا۔!“

”تو مجھے بھی مار ڈالو..... گیارہ نومبر کی قسم تم میری زبان سے کچھ بھی نہ سن سکو گے۔!“

ہمفرے نے جب سے ایک بڑا سا چاقو نکالا اور جب اُسے کھولا تو اس کی کڑکڑاہٹ کمرے کی

خاموش فضا میں گونج کر رہ گئی۔

لڑی نے بوکھلا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اُسے اپنا دم پکھٹا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے ایسا

محسوس ہو رہا تھا جیسے زمین بل رہی ہو۔ اس مفلوج آدمی کو ذبح کر دینے کا تصور بھی اس کے لئے

لذیت ناک تھا۔

”بتاؤ.....!“ ہمفرے کسی خون خوار درد مندے کی طرح غرایا اور لڑی نے آنکھیں کھول دیں۔

ناتوچنگ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

دفعتاً ہمفرے نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”اسے ذبح کر دینے میں میری مدد کرو۔!“

ٹھیک اسی وقت تیسرا آدمی اندر داخل ہو کر بولا۔ ”مجھے شبہ ہے کہ اس پاس کچھ آدمی چھپے

ہوئے ہیں۔!“

”جاؤ..... دیکھو.....!“ ہمفرے نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ دونوں باہر چلے گئے۔

پھر ہمفرے لڑی کی طرف مڑا۔ کھلا ہوا چاقو اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا۔

”یہ فون تک تو نہیں پہنچ سکا تھا.....!“ اس نے لڑی سے پوچھا۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!“ وہ تھوک نکل کر بولی۔ ”خود سے کر دت تک تو لے نہیں سکتا

اور پھر میں اس وقت سے اب تک اس کی نگرانی کرتی رہی ہوں۔!“

”تم بھول رہی ہو.....!“ ناتوچنگ ہنس کر بولا۔ ”ایک بار تم آدھے گھنٹے کے لئے یہاں سے

چلی گئی تھیں۔“

اور وہ دونوں ہی تیزی سے اس کی طرف مڑے۔

”اے.....!“ لڑی اچھل پڑی۔

ناتوچنگ کی بجائے اُسے عمران نظر آیا تھا اس بار اور پھر..... وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”چاقو زمین پر ڈال دو.....!“ اُس نے ریوالبور کارخان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی

وہ دروازے کی طرف بھی بڑھتا چلا جا رہا تھا..... دروازے کو بولٹ کر کے..... وہ پھر ہمفرے

سے بولا۔ ”تم نے ابھی تک چاقو نہیں چھوڑا۔!“

ہمفرے نے چاقو زمین پر گرا دیا۔

”لڑکی.....! چاقو اٹھا کر میرے پاس لاؤ.....!“ عمران بولا۔

لڑی نے چاقو اٹھایا اور عمران کو تحیر آمیز نظروں سے گھورتی ہوئی اُس کی طرف بڑھنے لگی اور

ٹھیک اسی وقت ہمفرے لڑی کو ڈھال بنا کر عمران پر ٹوٹ پڑا۔ لڑی ان کے نیچے دب کر چینی تھی!

اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پس کر رہ جائے گی۔ پھر اچانک ان میں سے کسی کا بازو اس کے دانتوں میں آگیا جسے وہ جکڑتی ہی چلی گئی اور پھر اُسے اُن کے نیچے سے نکل جانے کا موقع مل گیا تھا وہ بھاگ کر دور جا کھڑی ہوئی۔

دونوں گھٹے ہوئے تھے ریو اور ایک جانب پڑا تھا۔ لیکن چاقو کہیں نظر نہ آیا۔۔۔۔۔ وہ پہلے ہی اُس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اتنے میں کسی نے دروازے کو دھکا دیا۔

لیکن لڑی جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔

دفعہ ہمفرے بولا۔ ”لڑی۔۔۔۔۔ ریو اور اٹھا لو۔۔۔۔۔ بیدار بلخ فائر کر دو اس پر!“ لڑی چونکی۔۔۔۔۔ آگے بڑھی۔۔۔۔۔ ریو اور اٹھا لیا۔

”اندر کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ دروازہ کھولو!“ باہر سے آواز آئی۔ غالباً یہ ہمفرے کا کوئی ساتھی ہی تھا۔

”لڑی دروازہ کھول دو۔۔۔۔۔!“ ہمفرے ہانپتا ہوا بولا۔

”ضرور سور کے نیچے۔۔۔۔۔ ضرور کھولوں گی دروازہ۔۔۔۔۔!“ وہ دانت پیس کر بولی۔ ”ابھی تم نے مجھے ڈھال بنایا تھا!“

”تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔۔۔!“ وہ چیخا۔

”نہیں لڑی۔۔۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔۔۔ تم دروازہ ہرگز نہ کھولنا۔۔۔۔۔!“ عمران چڑانے والے انداز میں بولا۔

اتنے میں لڑی کو چاقو بھی نظر آگیا۔ وہ انہیں دونوں کے نیچے دوبارہ گیا تھا۔

اُس نے جھپٹ کر اُسے بھی قبضے میں کر لیا۔

”شاباش۔۔۔۔۔!“ عمران بولا۔ ”یہ کام کیا ہے تم نے۔۔۔۔۔ اب میں اسے پکڑوں گا اور پنجرے میں بند کر کے تمیں دن تک وہی ٹانگ پلاؤں گا!“

”ہنم دروازہ توڑ دیں گے۔!“ باہر سے آواز آئی۔

”ضرور توڑ دو!“ لڑی بھی چیخ کر بولی۔ ”دو گولیاں کافی ہو گی۔ میرے ہاتھ میں ریو اور ہے۔!“

”ارے۔۔۔۔۔ تم تو جون آف آرک کی طرح بول رہی ہو۔ شاباش۔۔۔۔۔!“ عمران نے کہا اور اس

بار ہمفرے کو کمر پر لا کر دے چٹا۔

اب وہ اس کے سینے پر سوار اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ لیکن ہمفرے نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

لڑی ہمفرے کی قوت سے بخوبی واقف تھی۔ بیک وقت کئی آدمیوں سے تنہا پنپنا اس کا محبوب

ترین مشغلہ تھا۔ ورزش کے طور پر وہ روزانہ کئی آدمیوں سے زور کرتا تھا۔ انہیں کھلی اجازت ہوتی تھی کہ جس طرح چاہیں حملہ کریں۔ لیکن وہ انہیں تھکا مارتا۔

لیکن اس وقت وہ پسینے میں شرابور تھا اور بُری طرح ہانپ رہا تھا اس کے برخلاف عمران کے چہرے پر کھنڈری سی مسکراہٹ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ محض تفریحاً ہمفرے سے لپٹ پڑا ہو۔

ہمفرے نے بلا آخر اسکے ہاتھ اپنی گردن سے ہٹا دیئے۔ لیکن اچھال بھینکنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ باہر سے دروازے پر ٹکریں ماری جا رہی تھیں۔ لڑی اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس نے تہیہ

کر لیا تھا کہ اگر دروازہ ٹوٹ گیا تو وہ فائرنگ شروع کر دے گی۔!

”تم تھک گئے ہو شاید!“ عمران نے ہمفرے سے کہا۔ ”اچھی بات ہے تھوڑی دیر آرام کر لو۔“

پھر لڑی نے دیکھا کہ وہ اُسے چھوڑ کر دور ہٹ گیا۔

”تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔!“ وہ بوکھلا کر بولی۔

”سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔!“ عمران نے احقانہ انداز میں کہا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار سے جا لگا۔

پھر جیسے ہی ہمفرے نے اٹھ کر لڑی کی طرف چھلانگ لگائی۔ عمران نے کوئی چیز اس کی طرف

پھینکی اور وہ دم سے فرش پر جا رہا۔ غالباً لڑی سے چاقو یا ریو اور چھین لینے ہی کے لئے اس کی

طرف جھپٹا تھا۔ ہمفرے نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن اب یہ ناممکن تھا کیونکہ اس کی دونوں

ٹانگیں ایک پتلی سی ڈور کے پھندے میں پڑ گئی تھیں جس کا دوسرا سر عمران کے ہاتھوں میں تھا۔

دروازے کی پڑتہ تو ضروریں پڑ رہی تھیں۔

پھر لڑی۔۔۔۔۔ بھی لالٹا کہ ہمفرے کی جدوجہد اُس کے لئے مزید مصیبتیں لا رہی ہے۔ جب بھی وہ

اٹھنے کی کوشش کرتا عمران اس ڈور کو ڈھیل دے کر اس طرح گردش دیتا کہ وہ ہمفرے کے گرد

لپٹی چلی جاتی اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پورا جسم اُس ڈور میں جکڑ کر رہ گیا۔ آخر میں عمران

نے اُسے کسی بندل کی طرح گھسیٹ کر ایک کنارے ڈال دیا اور لڑی سے بولا۔ ”اب تم میرے

لئے ایک کپ کافی بنالو۔ اتنے میں میں ان دونوں کو بھی پیک کئے دیتا ہوں۔!“

”لڑی کتیا تو چھپتا ہے گی۔!“ ہمفرے دہاڑا۔

”بہت طاقت ور ہو۔۔۔۔۔!“ عمران لڑی کے بولنے سے پہلے بول پڑا۔ ”اگر اس ڈور کو توڑ کر

دکھاؤ تو تمہارے لئے بھی ایک کپ کافی بنوا دوں گا۔!“

”شٹ اپ.....!“ ہمفرے پھر دھاڑا۔

”اور تم میرے لئے دس خوراکیں ٹانگ کی لائے ہو۔“ لڑی مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسی۔

”کیا سچ تیرا دباغ خراب ہو گیا ہے۔“

عمران انہیں وہیں چھوڑ کر بائیں جانب والے دروازے سے گذر چلا گیا۔

”روزی کون تھی غولائی.....؟“ لڑی نے پُر نفرت لہجے میں پوچھا۔

”میں نہیں جانتا۔!“

”تم نے یہ تو سوچا ہو تاکہ وہ بھی اپنوں ہی میں سے تھی۔!“

”تم بہکائی گئی ہو..... میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔!“

اتنے میں دوسری طرف سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کچھ لوگ آپس میں ٹکرائے

ہوں۔ دروازے پر ضربیں پڑنی بند ہو گئی تھیں۔

لڑی پل بھر کے لئے ادھر متوجہ ہوئی اور پھر ہنس کر بولی۔ ”اب وہ ان دونوں کو ٹھیک کر رہا

ہے۔ بلا کا آدمی ہے..... اور ہاں شاید تمہیں نہ معلوم ہو کہ یہ وہی آدمی ہے۔!“

”کون.....؟“

”جس پر یو کا دانے مجھے مسلط کیا تھا۔!“

”اوہ.....!“

”اور یہ تو تم دیکھ ہی چکے ہو کہ وہ کس طرح نا توپنگ سے عمران بن گیا تھا۔!“

”لڑی تم اپنے ملک سے غداری کر رہی ہو..... ہوش میں آؤ۔!“

”لعنت ہے تم پر اور تمہارے ملک پر..... میں اپنی توہین سمجھتی ہوں درندوں کی اس بستی کی

باشندہ کہلانے میں۔!“

”کتنا.....!“ ہمفرے دھاڑا۔

”تھو.....!“ لڑی نے اس کے منہ پر تھوکتے ہوئے ایک ٹھوکر بھی رسید کی اور ہمفرے کی

زبان سے گالیوں کا طوفان امنڈنے لگا۔

”ویل ڈن.....!“ عمران بائیں جانب والے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہوا بولا۔ ”اب میں

تمہاری شادی اس کلونے سے ہرگز نہیں کروں گا۔!“

پھر آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھولا جس پر باہر سے ٹکریں پڑتی رہی تھیں۔

سامنے ہی ہمفرے کے دونوں ساتھی فرش پر لمبے لمبے لیٹے نظر آئے دونوں بے ہوش تھے۔

عمران ان کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں بھی اسی طرح کمرے میں گھسیٹ لایا۔

ہمفرے فرش پر پڑا اس طرح پکلیں جھپکارا تھا جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

عمران نے اس کے بے ہوش ساتھیوں کے ہاتھ پیر بھی جکڑ دیئے۔

”تم آخر کون ہو..... اور کیا چاہتے ہو.....؟“ ہمفرے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو.....!“

”میں ڈاکٹر موند رے کا اسٹنٹ ہوں اور تم نے جو کچھ بھی کیا ہے غلط کیا ہے۔!“

”کیا ڈاکٹر موند رے تمہاری ان حرکتوں سے واقف ہے۔!“

”یہ میرے نجی معاملات ہیں ان کا اور کسی سے کوئی تعلق نہیں۔!“

”لیکن تم اس طرح یو کا دا کے قتل کے الزام سے تو نہ بچ سکو گے! تمہیں اسکی سزا ضرور ملے گی۔!“

”لڑی نے بتایا تھا کہ تم بلیک میلر ہو..... بتاؤ اس راز کی کیا قیمت مقرر کرتے ہو۔!“

”تمہاری اپنی زندگی.....!“ عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اُسے پھاڑتا ہوا بولا۔ پھر ایک

پیس نکال کر لڑی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”چیونگم تمہاری سانسوں کو قابو میں لائے گی۔!“

”بڑی سے بڑی جو رقم چاہو.....!“ ہمفرے لجاجت سے بولا۔

”خاموش پڑو رہو..... ہاں لڑی کافی.....!“

”میں ابھی لائی۔!“ لڑی نے کہا اور عمران کے قریب آکر اس کے گالوں کو بڑے پیار سے

تھپتھپاتی ہوئی کمرے سے چلی گئی۔

”بڑی سے بڑی رقم..... تمہیں یہاں بھی مل سکتی ہے..... اور اگر تم چاہو تو سو میٹر ریلینڈ کے

کسی بینک میں تمہارے نام سے جمع بھی کرائی جاسکتی ہے۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور ہمفرے کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ کوئی عجوبہ

ہو۔ تھوڑی دیر بعد لڑی واپس آگئی اس کے ہاتھوں میں کافی کی دو پیالیاں تھیں۔ ایک اس نے

عمران کی طرف بڑھادی اور دوسری سے خود پیتی رہی۔

”ہیہا تم نے اس شخص کی اصلی شکل بھی دیکھی ہے؟“ عمران نے ہمفرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”اصلی شکل سے کیا مراد ہے!“

”نہ اس کا اصل نام ہمفرے نکولاٹی ہے اور نہ یہ اس کی اصلی صورت۔“

”دونوں ہی باتیں میرے لئے حیرت انگیز ہیں۔“ لڑی نے کہا۔

”آپ مسٹر مکی برنارڈ ہیں.... اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کے اس پونٹ کے سربراہ جو

جاپان میں انقلابیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے متعین کیا گیا تھا۔“

”نکولاس ہے....!“ ہمفرے حلق کے بل چیخا۔

”جیسے میں نے اپنے چہرے پر ناتونگ کا چھلکا چڑھا رکھا تھا اسی طرح اس نے بھی کسی چھلکے ہی

کی آڑ لے رکھی ہے۔ کہو تو اتار دوں وہ چھلکا۔“

”خبردار میرے قریب نہ آنا....!“ ہمفرے غرایا۔

لیکن عمران آگے بڑھا اور اس کے قریب دوزانوں بیٹھ کر اس کی گردن ٹٹولنے لگا اور پھر لڑی

نے سچ بچ ہمفرے کے چہرے سے غلاف سا اترتے دیکھا۔

سر پر پائے جانے والے سفید بال بھی چھلکے کے ساتھ ہی اترتے چلے گئے تھے اور اب ایک

بہت ہی توانا اور جوان چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

”مسٹر مکی برنارڈ....!“ عمران گھمبیر آواز میں بولا۔ ”مجھے اس سے قطعی سروکار نہیں کہ تم کیا

ہو۔ میں تو اُس قتل کے سلسلے میں تمہیں حراست میں لے رہا ہوں جو میرے ملک میں تمہارے

ہاتھوں ہوا.... یوکاوا کا قتل.... اور اوہ میں اس بیچاری روزی کو تو بھول ہی گیا اور یہ لڑی کچھ

دونوں کے بعد گرا کر مار ڈالی جاتی۔“

عمران خاموش ہو گیا۔ کمرے کی فضا پر گہرا سکوت طاری تھا۔ دفعتاً لڑی عمران کی طرف بڑھی اور

اپنے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔ گرم گرم قطرے اسکی آنکھوں سے ڈھلکتے رہے۔



دوسرے دن صفدر اور عمران ”ادارہ تحقیقات نفسی“ کی عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ صفدر

کار ڈرائیو کر رہا تھا اور عمران اس کے برابر بیٹھا کہہ رہا تھا۔ ”تین سال گزرے“ کیوشو انقلابی

جماعت نے ایک بیرونی اقتصادی غلبے سے نجات پانے کے لئے ایک پروگرام مرتب کیا تھا۔ وہ

ایسے تمام مقامی افراد کو ختم کر دینا چاہتی تھی جو اُس غلبے کے حامی تھے۔ لیکن برنارڈ عرصہ سے ان کی

تاک میں تھا۔ اس نے عین وقت پر اُن سبھوں کو گرفتار کرادیا۔ جو بچ گئے تھے کچھ دنوں کے بعد

انہوں نے دوبارہ جماعت کی تنظیم کی اور اس تاریخ کو اپنے لئے مقدس عہد قرار دیا۔ جب ان کی

جماعت کے بہترین دماغ گرفتار کئے تھے۔ وہ تاریخ گیارہ نومبر تھی ساتھ ہی انہوں نے قسم کھائی

تھی کہ مکی برنارڈ کو اس کے پونٹ سمیت نیست و نابود کر دیں گے۔ برنارڈ حقیقتاً ان سے دہشت زدہ

ہی ہو کر وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں رہے.... پھر انہیں کسی طرح علم ہوا کہ وہ

یہاں ہے۔ لہذا گیارہ آدمیوں کی ایک جماعت مختلف طریقوں سے یہاں پہنچی۔ یوکاوا اُن کا سربراہ

تھا۔ یوکاوا اور ناتونگ اپنی جماعت کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور مکی برنارڈ انہیں پہچانتا تھا۔ بہر

حال وہ یہاں آئے اور مکی برنارڈ کے ہتھکنڈوں کی وجہ سے پھر اُس سے مار کھا گئے۔ ان لوگوں کے

لیڈروں میں ایک شخص کیتونا بھی تھا۔ گیارہ نومبر کے بعد سے وہ ایسا لاپتہ ہوا کہ پھر اس کا سراغ نہ

مل سکا۔ مکی برنارڈ اس سے بھی واقف تھا کیتونا بہت سینئر تھا اور اس نے پارٹی کے لئے بہت بڑے

بڑے کام کئے تھے۔ بہر حال برنارڈ صرف ان دونوں کو دیکھتا ہے اور یقین نہیں کر سکتا کہ صرف یہ

دو ہی ہوں گے۔ لہذا ایک دن وہ یوکاوا کو فون پر اطلاع دیتا ہے کہ وہ ان کا گمشدہ لیڈر ناکیتو ہے اور

عرصہ دراز سے مکی برنارڈ کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ وہ یوکاوا سے یہ بھی کہتا ہے کہ وہ اس کے سامنے

نہیں آسکے گا وہ اسے بتاتا ہے کہ مکی برنارڈ یہیں ہے لیکن کھل کر سامنے نہیں آ رہا ہے۔ اس کے

کچھ لوگ نظر میں ہیں ان کی نگرانی کی جائے۔ پھر وہ اُسے روزی کا پتہ بتاتا ہے اور لڑی کے لئے کہتا

ہے کہ یوکاوا اس سے دوستی کرنے کی کوشش کرے۔ روزی حقیقتاً برنارڈ کی داشتہ تھی۔“

عمران خاموش ہو گیا۔ صفدر کچھ دیر بعد بولا۔ ”میں نے آپ سے اس ٹاپک کے بارے میں پوچھا تھا۔“

”بتاتا ہوں.... میں دراصل برنارڈ کی سفاکی پر غور کرنے لگا تھا.... وہ اس کی داشتہ تھی اور اُس

نے تجربے کے طور پر زہر اس پر آزمایا تھا۔ لڑی جو اس کی رفیقہ کلر تھی اُسے بھی نہیں چھوڑا تھا۔

”تو یہ ڈاکٹر موندے....!“

”نہیں موندے قطعی بے قصور ہے۔ اول تو وہ برنارڈ کی اصلیت سے واقف نہیں تھا۔

دوسرے یہ کہ اُس نے وہ محلول کسی دوسرے مقصد کے تحت تیار کیا تھا۔ کسی طرح برنارڈ کو علم

ہو گیا کہ اُس کا مسلسل استعمال دل کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ معمولی سا شاک بھی اس کے چیتھڑے

اڑا دے۔ اُس نے اُس محلول کی خاصی بڑی مقدار ڈاکٹر کی لاعلمی میں چرائی اور اُسے آدمیوں پر

آزمائے لگا۔ ڈاکٹر نے جانوروں پر تجربات کئے تھے خود برنارڈ نے اعتراف کیا کہ موند رے اس سلسلے میں قصور وار نہیں! بہر حال اس کے متعلق پوری طرح اطمینان کئے بغیر فی الحال اس کے بارے میں اظہار خیال غیر ضروری ہے۔ اسے بھی دیکھیں گے بہر حال وہ ناتوپنگ سے اور یوکاوا سے کام بھی لیتا رہا اور انہیں ختم کر دینے کے درپے بھی رہا۔ اس نے لڑی اور روزی کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ برنارڈ کے یونٹ سے تعلق رکھتی ہیں۔! برنارڈ اس کھیل کو جلد سے جلد ختم کر دینا چاہتا تھا کیونکہ ایک غیر متعلق آدمی یعنی میں بھی بیچ میں آکڑا تھا۔ خواہ میری حیثیت کچھ رہی ہو۔ لہذا وہ یوکاوا سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھتا ہے۔ لیکن یوکاوا نے اب خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔ اس نے بتانے سے انکار کر دیا اور برنارڈ نے اسے قتل کر دینے ہی میں بہتری سمجھی اس کی دانست میں ناتوپنگ زیادہ ذہین نہیں تھا اس لئے فی الحال اُسے زندہ رکھ کر اس کے بقیہ ساتھیوں کا سراغ پانا چاہتا تھا تم نے جس ہوٹل کے بارے میں بتایا تھا اس میں بڑی تعداد میں جاپانی آباد ہیں۔ ان میں بقیہ نو آدمیوں کو نکال لینا آسان کام نہیں تھا۔!

”کیا لڑی مر جائے گی۔!“

”اگر وہ ڈاکٹروں کے مشوروں پر عمل کرتی رہی تو اس کا خدشہ نہیں رہے گا۔ ویسے اُس زہر سے دل متاثر ہو چکا ہے۔ وقت لگے گا سدھرنے میں۔!“

”یوکاوا کی لاش کا کیا ہوا.... پولیس کو تو اُس عمارت میں نہیں ملی تھی۔!“

”ہمفرے کے دونوں ساتھیوں نے اُس کی نشاندہی بھی کر دی ہے اُسے ایک جگہ دفن کر دیا

گیا تھا۔ بہر حال وہ برآمد کی جا چکی ہے۔ ابھی خاصی دشواریاں پیش آئیں گی۔!“

”کیسی دشواریاں....؟“

”وہ لڑی.... مسلط ہو گئی ہے میرے سر پر.... اور ظاہر ہے کہ اس دشواری کا تعلق آپ

حضرات کی ذات شریفہ سے ہرگز نہ ہو گا اور نہ وہ میاں ایکس ٹو سلمہ ہی ذمہ داری لیں گے۔ وہ مجھ

سے کہہ رہی تھی کہ تمہاری قبر تک میں گھس جاؤں گی۔ تم نے کیوں جان بچائی میری.... کیا آج

میں تمہیں زیادہ بے وقوف لگ رہا ہوں۔!“

صفدر نے ہنسیوں سے اسے دیکھا.... وہ ایسا منہ بنائے بیٹھا تھا جیسے ڈاڑھ میں درد ہو رہا ہو۔